ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ السلام

مادر پدر آزاد کبھی خیر و برکت کا مونہہ نہ دیکھے گا

پہلی حالت انسان کی نیک بختی کی ہے۔ کہ والدہ کی عزت کرے اویس قرنی کے لئے بسا اوقات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یمن کی طرف مونہہ کرکے کہا کرتے تھے۔ کہ مجھے یمن کی طرف سے خدا کی خوشبو آتی ہے۔ آپ یہ بھی فرمایا کرتے تھے۔ کہ وہ اپنی والدہ کی فرماں برداری میں بہت مصروف رہتا ہے۔ اور اسی وجہ سے میرے پاس بھی نہیں آسکتا۔ بظاہر یہ بات ایسی ہے۔ کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم موجود ہیں۔ مگر وہ ان کی زیارت نہیں کرسکتے۔ صرف اپنی والدہ کی خدمت گذاری اور فرمانبرداری میں پوری مصروفیت کی وجہ سے۔ مگر میں دیکھتا ہوں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دو ہی آدمیوں کو السلام علیکم کی خصوصیت سے وصیت فرمائی۔ یا اویس کو یا مسیح کو یہ ایک عجیب بات ہے جو دوسرے لوگوں کو ایک خصوصیت کے ساتھ نہیں ملی۔ چنانچہ لکھا ہے۔ کہ جب حضرت عمرؓ اُن سے ملنے کو گئے۔ تو اویس نے فرمایا۔ کہ والدہ کی خدمت میں مصروف رہتا ہوں۔ اور میرے اونٹوں کو فرشتہ چرایا کرتے ہیں۔ ایک تو یہ لوگ ہیں۔ جنہوں نے والدہ کی خدمت میں اس قدر سعی کی۔ اور پھر یہ قبولیت اور عزت پائی۔ ایک وہ ہیں جو پیسہ پیسہ کے لئے مقدمات کرتے ہیں۔ اور والدہ کا نام ایسی بُری طرح لیتے ہیں۔ کہ رذیل قومیں چوہڑے چمار بھی کم لیتے ہونگے میں تم سے سچ سچ کہتا ہوں۔ کہ مادر پدر آزاد کبھی خیر و برکت کا مونہہ نہ دیکھیں گے۔ پس نیک نیتی کے ساتھ اور پوری اطاعت اور وفاداری کے رنگ میں خدا و رسولؐ کے فرمودہ پر عمل کرنیکو طیار ہو جاؤ۔ بہتری اسی میں ہے۔ ورنہ اختیار ہے۔ ہمارا کام صرف نصیحت کرنا ہے۔

(الحکم ۱۲۔ مئی سنہ ۱۸۹۹ء)

حضرت خلیفۃ المسیح کی تشریف آوری

حسب اطلاع حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز معہ قافلہ ۳۰۔ ستمبر سنہ ۱۹۳۰ء کو ساڑھے بارہ بجے کی ٹرین سے مع الخیر تشریف لائے۔ اہل قادیان اپنے مقدس امام کی پیشوائی کے لئے جوق در جوق بارہ بجے سے قبل ہی سٹیشن پر پہونچ گئے تھے گاڑی پہونچنے پر سٹیشن اللہ اکبر کے نعروں سے گونج اُٹھا حضور مسافر خانہ میں آکر کھڑے ہو گئے۔ اور تمام خدام نے یکے بعد دیگرے مصافحہ کیا۔ حضور کی صحت اللہ تعالیٰ کے فضل سے اچھی ہے۔

مسلم خستہ حال سے خطاب

نتیجۂ فکر جناب قاضی محمد یوسف صاحب پشاور

آرزو ہے تجھے اللہ پر ایماں ہوتا
اُس کے حکموں پہ دل و جاں سے قرباں ہوتا

اُنس ہوتا تجھے خالق سے بھی مخلوق سے بھی
گر حقیقت میں مری جان تو انساں ہوتا

تو محمدؐ میں فنا ہوتا محمدؐ بن کر
تیرا دستورِ عمل گر کبھی قرآں ہوتا

تو تو مسلم تھا تیرا کام تھا تسلیم و رضا
چاہیئے تھا کہ تو اسلام پہ قرباں ہوتا

مشکلیں کیسی اگر ہوتا تو عالی ہمت
کام مشکل سے بھی مشکل تجھے آساں ہوتا

تو جو ہو جاتا خدا کا تو وہ ہوتا تیرا
پھر بھلا دل میں ترے کیوں کوئی خلجاں ہوتا

تیرے جو کام بھی بگڑے ہیں سنور جاتے سب
اپنے مولا کا اگر بندۂ فرماں ہوتا

روز و شب ہوتا اگر شغل ترا ذکرِ حبیب
کیوں بھلا دل ترا آج اتنا پریشاں ہوتا

تیرے سب کام جو مبنی بہ توکل ہوتے
آج زنہار نہ تو بندۂ ساماں ہوتا

تیرے چہرے سے پھر انوار نمایاں ہوتے
گوشۂ دل میں اگر وہ ترے پنہاں ہوتا

تو اگر احمدؑ موعود کا بنتا پیرو
کیوں نہ مغلوب ترے ہاتھ سے شیطاں ہوتا

نافعِ خلق بنا لیتا جہاں میں ہستی
مدعا تیرا ہر اک فرد سے احساں ہوتا

جورِ اخواں پہ اگر صبر دکھاتا یوسف
خطۂ مصر میں تو بھی مہِ کنعاں ہوتا

"الفضل" کے وی پی آتے ہیں

جن خریداران الفضل کا چندہ ۱۵ ستمبر ۱۹۳۰ء سے ۱۵ اکتوبر ۱۹۳۰ء تک کسی تاریخ کو ختم ہوتا ہے۔ ان کے نام اکتوبر ۱۹۳۰ء کے پہلے ہفتے میں وی۔ پی ہونگے۔ مہربانی فرما کر وصول کرلئے جائیں۔ واپسی انکاری سے بہت نقصان ہوتا ہے۔ یہ بھی نوٹ کرلیں۔ کہ ضمیمہ جو اپریل مئی میں نکلتا رہا ہے۔ اس کے آٹھ آنے اور جون ۱۹۳۰ء سے چونکہ اخبار ہفتہ میں تین بار ہو گیا تھا۔ اس لئے تین آنے ماہوار کے حساب سے یہ کمی بھی وصول کی جائے گی۔ اس لئے ششماہی رقم پانچ روپے سے زیادہ ہوگی۔ اور سالانہ دس روپے سے زائد جیسا کہ خطوط کے ذریعہ اس کی تشریح کر دی گئی ہے۔ مینیجر الفضل قادیان

اخبار احمدیہ

رسالہ "جامعہ احمدیہ" کے متعلق اطلاع

رسالہ "جامعہ احمدیہ" پہلے نمبروں کی نسبت زیادہ آب و تاب اور بہترین مضامین کے ساتھ شایع ہو رہا ہے۔ یہ پرچہ مضامین کے لحاظ سے نہایت ہی قابل قدر اور مفید معلومات کا خزینہ کہلانے کا مستحق ہے احباب توسیع اشاعت میں کوشش فرما کر ممنون فرمائیں۔ منیجر رسالہ جامعہ احمدیہ قادیان

عہدیداران جماعت احمدیہ کٹک

ایک جلسہ عام منعقدہ ۲۱ ستمبر ۱۹۳۰ء میں جماعت احمدیہ کٹک کے مندرجہ ذیل کارکنان منتخب کئے گئے۔ پریذیڈنٹ و سیکرٹری تعلیم و تربیت۔ خاکسار عبدالستار ایم۔ اے۔ جنرل سکرٹری۔ مولوی سید عبدالمنعم صاحب احمدی۔ بی۔ اے۔ سکرٹری تبلیغ و آڈیٹر۔ مولوی شیخ طاہر الدین صاحب۔ بی۔ اے۔ سکرٹری مال مولوی عبدالحمید صاحب بی۔ اے۔ سکرٹری رعایا و خطیب۔ مولوی سید اختر الدین صاحب لائبریرین۔ مولوی سید محمد زاہد صاحب۔ خاکسار محمد عبدالستار کٹک

چک ۵۶۵ گ ب میں جلسہ

مورخہ ۱۳-۱۴-۱۵ اکتوبر ۱۹۳۰ء کو انجمن احمدیہ چک ۵۶۵ گ ب کا دوسرا سالانہ جلسہ منظور ہوا ہے۔ مناظرہ کا بھی امکان ہے۔ گرد و نواح کے احمدی احباب سے استدعا ہے۔ کہ جلسہ میں شمولیت فرمائیں۔ یہ چک سٹیشن ننکانہ اور بچیانہ سے یکساں فاصلہ پر ہے۔ محمد الدین احمدی نمبردار سکرٹری تبلیغ

درخواست ہائے دعا

۱۔ میری بیوی اور بچہ عرصہ سے بیمار چلے آتے ہیں۔ اپنے احباب سے ملتجی ہوں۔ کہ ان کی صحت کاملہ و عاجلہ کے لئے دلی توجہ سے دعا فرمائیں۔ ممنون ہونگا۔ خاکسار رحمت اللہ دت کر

۲۔ میرے والد صاحب عرصہ سے بیمار ہیں۔ پہلے آپ پر علی الترتیب ہیضہ اور قولنج کا حملہ ہوا جس میں افاقہ ہوا۔ اب آپ درد گردہ میں مبتلا ہیں۔ جس نے خطرناک صورت اختیار کر لی ہے۔ احباب ان کی صحت کے لئے دعا فرمائیں۔ خاکسار فضل الرحمن اسلم احمدی ڈسٹرکٹ انسپکٹر مدارس ڈیرہ غازیخان

۳۔ عاجز کا لڑکا تپ محرقہ سے بیمار ہے۔ تمام بزرگان سلسلہ اور سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی سے دعا کی درخواست ہے۔ الراقم۔ خاکسار نور محمد اوورسیر نہر۔ بولن۔ ملتان

۴۔ میرا لڑکا بابو عبدالکریم اندنوں ٹائیفائیڈ میریا میں مبتلا ہے۔ احباب صحت کیلئے دعا کریں۔ جعفر محمد بخش جہلم

اعلان نکاح

محمد الدین ولد نور الدین صاحب کلرک الفضل سکنہ دھرم کوٹ بگہ کا نکاح غلام بی بی بنت نور محمد صاحب احمدی سکنہ شاہ پور امرگڑھ کے ساتھ بعوض یکصد روپیہ مہر مولوی محمد سرور شاہ صاحب نے ۲۷ ستمبر کو پڑھا۔ امیر محمد کلرک الفضل قادیان

ولادت

۱۔ اللہ تعالیٰ نے خاکسار کو دوسرا فرزند عطا فرمایا ہے جس کا نام حضورؐ نے "محمود احمد" تجویز فرمایا ہے۔ احباب کرام دعا فرمائیں۔ کہ اللہ تعالیٰ اسے لمبی عمر بخشے اور خادم دین بنائے۔ خاکسار منظور احمد منیجر شفاخانہ دلپذیر سیالوالی

۲۔ مورخہ ۲۳ ستمبر کو خداوند تعالیٰ نے اپنے فضل سے عاجز کو فرزند عطا فرمایا ہے۔ احمدی احباب دعا کریں۔ کہ خدا تعالیٰ اس کو نیک اور خادم دین بنائے۔ اور لمبی عمر عطا کرے۔ اس خوشی میں خاکسار اخبار الفضل چھ ماہ کے لئے کسی غریب بھائی کے نام پر جاری کراتا ہوں۔ خاکسار محمد عبداللہ اوورسیر

دعائے مغفرت:۔ مولوی جلیل الدین احمد صاحب کرن قصبہ نہر ضلع شاہجہانپور کا ستمبر کے پہلے ہفتہ میں انتقال ہوگیا۔ ان کی نعش ۲۴ گھنٹہ تک رکھی رہی۔ اور کسی نے نماز جنازہ نہ پڑھائی۔ آخر بدون نماز جنازہ سپرد خاک کر دی گئی۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ احباب جماعت احمدیہ مرحوم کی غائبانہ نماز جنازہ پڑھیں۔ اور دعائے مغفرت کریں۔ مرحوم کو حضرت مرزا صاحب سے عشق تھا۔ اور ہمیشہ جماعت میں اضافہ کرنے کے لئے بے چین رہتے تھے۔ سید خلیق احمد نمری
(یہ پسر مولوی غلام حسین صاحب)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الفضل

نمبر ۴۱ | قادیان دارالامان مورخہ ۲۰ اکتوبر ۱۹۳۰ء | جلد ۱۸

الفضل کا خاتم النبیین نمبر

خاص نمبر کو شاندار بنانے کیلئے احباب کرام سے اِمداد کی گذارش

اس موقعہ پر جبکہ مخلصین جماعت اپنے مقدس و محترم امام کے ارشاد کی تعمیل میں ۲۶-اکتوبر کے جلسوں کو کامیاب بنانے کے لئے اور رسول پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ذکر خیر کو دُنیا کے گوشے گوشے میں پہونچانے کے لئے اپنی پُوری ہمت اور قوت سے مصروف عمل ہیں۔ ہم انہیں یہ مژدہ جانفزا اور مسرت انگیز اطلاع دیتے ہیں۔ کہ انشاء اللہ العزیز اس موقعہ پر الفضل کا خاص نمبر شائع ہوگا۔ اور نہایت آب وتاب اور شان وشوکت سے شائع ہوگا جس میں ۲۶ اکتوبر کے مبارک جلسوں کے لئے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات اقدس کے متعلق نہایت دلکش اور پُر از معلومات لٹریچر بہم پہونچایا جائے گا۔

گذشتہ سال الفضل کا جو خاتم النبیین نمبر شائع ہوا اس کی تیاری کے راستہ میں اگرچہ کئی ایک روکاوٹیں تھیں۔ اور کتابت وطباعت کی وُہ سہولتیں اور آسانیاں جو دوسرے شہروں میں حاصل ہوتی ہیں۔ یہاں موجود نہ تھیں۔ تاہم وُہ نمبر نہ صرف جماعت احمدیہ کے اخبارات کی تاریخ میں ایک بے نظیر چیز تھی۔ بلکہ ہندوستان کی اردو صحافت میں بھی اُسے ایک بلند پایہ حاصل ہے۔ اور محض خدا تعالےٰ کے فضل سے اسے جو کامیابی اور قبولیت حاصل ہوئی۔ وُہ اس سے ظاہر ہے۔ کہ یہ پرچہ سولہ ہزار کی تعداد میں شائع ہوُا۔ اور دُنیا کے ہر گوشے میں پہونچا۔

یہ کامیابی کارکنوں کی حوصلہ افزائی کا موجب ہوئی۔ اور حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ نے اس بارے میں جس خوشنودی اور مسرت کا اظہار فرمایا۔ وُہ ہمارے ارادوں اور ہمتوں کے لئے بہت بڑی تقویت کا باعث ہوئی۔ اور اسی کا نتیجہ ہے کہ آج ہم حضور کی شفقت اور نوازش کے صدقے یہ اعلان کرنے کے قابل ہوئے ہیں کہ انشاء اللہ تعالےٰ اب کے بھی الفضل کا خاتم النبیین نمبر شائع ہوگا اور انشاء اللہ نہایت آب وتاب سے شائع ہوگا۔ اور اگر حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز اپنی بے حد مصروفیتوں کے باوجود مضامین اور دیگر امور کے متعلق ہماری رہنمائی کے لئے وقت نکال سکے۔ جس کی کہ حضورؐ کی شفقت اور ذرہ نوازی سے بہت امید ہے۔ تو احباب کرام دیکھیں گے۔ کہ یہ پرچہ کس قدر شاندار ہوتا ہے۔

بزرگانِ سلسلہ اور ملک کے مشہور اہل قلم اصحاب سے مضامین اور نظمیں حاصل کرنے کی پوری پوری کوشش کی جارہی ہے۔ اور اگرچہ وقت بہت تنگ ہے۔ تاہم خدا تعالےٰ کے فضل سے امید ہے۔ کہ ہمیں اس میں بہت حد تک کامیابی حاصل ہوگی۔ علاوہ ازیں پرچہ کو ظاہری حیثیت سے بھی دلکش اور دلآویز بنانے کا ارادہ ہے۔ لیکن یہ سب کچھ اسی صورت میں ممکن ہے۔ کہ احباب کرام نے گذشتہ سال کے پرچہ کی جس قدر قدردانی فرمائی تھی۔ نہ صرف اتنی بلکہ اس سے بہت بڑھ کر اس سال کے پرچہ کو کامیاب بنانے کیلئے عقد ہمت باندھ لیں۔ اور اس اعلان کو دیکھتے ہی خاتم النبیین نمبر کے لئے زیادہ سے زیادہ خریدار پیدا کرنے کی سعی شروع کردیں۔ اور خریداری کی درخواستیں بھیجیں۔ اگر احباب اس بارے میں پُوری تندہی سے کام کریں۔ تو کوئی وجہ نہیں۔ کہ اشاعت گذشتہ سال سے زیادہ نہ ہو۔

پرچہ کی قیمت کے متعلق فی الحال کوئی قطعی اعلان نہیں کیا جاسکتا۔ کیونکہ قیمت کی تعیین کا پرچہ کی تعداد اشاعت پر بہت حد تک انحصار ہے۔ اور اگر احباب اس کے متعلق اپنا فرض محسوس کرتے ہوئے خریداری کے لئے کافی درخواستیں بھیجدیں اور آخر وقت تک ان میں اضافہ کرتے رہنے کا وعدہ کریں۔ تو کم سے کم قیمت رکھی جاسکتی ہے۔ اس لئے قیمت کا مقرر کرنا دراصل احباب کے اختیار میں ہے۔ اور امید ہے۔ وُہ اس بارے میں تساہل سے کام نہیں لیں گے۔ اور اپنی کوشش اور سعی سے کارکنان کو اس قابل بنا دیں گے۔ کہ وُہ کم سے کم قیمت پر پرچہ دے سکیں۔

اس کے علاوہ ایک اور طریق اس کو شاندار بنانے کا یہ ہے۔ کہ کاروباری اصحاب نہ صرف خود اس کے لئے اشتہار بھیجیں۔ بلکہ دوسرے لوگوں سے بھی اشتہارات حاصل کرکے ارسال فرمائیں۔ اس بارے میں جلد سے جلد بذریعہ خط وکتابت مینیجر صاحب سے اُجرت اور جگہ وغیرہ کے متعلق فیصلہ کرلیا جائے۔ کیونکہ بہت ممکن ہے۔ تنگ وقت پر آئے ہوئے اشتہارات درج نہ ہوسکیں۔

اس ضمن میں ہم اہل قلم احباب سے بھی یہ گذارش کرنا نہایت ضروری سمجھتے ہیں۔ کہ وُہ اس پرچہ کیلئے نظم یا نثر جو کچھ بھی لکھ سکتے ہوں۔ پُوری محنت وکوشش اور تحقیق وتدقیق سے لکھیں۔ اور جلد از جلد لکھیں۔ تا اسے اچھی جگہ مل سکے۔ اور یوں وقت کی تنگی بھی پُوری پُوری مستعدی کی مقتضی ہے۔ اس پرچہ کے لئے کچھ لکھنا یا اسے کسی اور رنگ میں کامیاب بنانے کے لئے امداد دینا الفضل پر کوئی احسان نہیں۔ بلکہ خود ایسا کرنے والے کے لئے موجب فخر اور باعث بلندئ درجات ہے۔ اور ایسی سعادت ہے۔ جس کے حاصل کرنے کے لئے ہر ایک مومن اور خادم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دل میں ایک جوش اور ولولہ ہونا چاہیئے۔

غرض ہم نے خدا تعالےٰ کے فضل وکرم پر بھروسہ کرتے ہوئے اس پرچہ کو بہتر سے بہتر اور شاندار بنانے کے لئے سرگرمی کے ساتھ کوشش شروع کردی ہے اور ہمیں پوری پوری توقع ہے کہ حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالےٰ کی شفقت اور توجہ اور دیگر بزرگان سلسلہ کی مہربانی سے اس میں کامیابی ہوگی اور ہم سید الکونین۔ فخر کائنات حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات والا صفات اور اعلےٰ پرتو دُنیا کے سامنے پیش کرنے کی سعادت حاصل کرسکیں گے۔ لیکن ہم اس وقت تک اپنے آپ کو کامیاب نہیں کہہ سکتے۔ جب تک احباب کرام پوری کوشش اور دلی اخلاص کے ساتھ ہماری امداد نہ فرمائیں۔

اگر یہ پرچہ ہر لحاظ سے شاندار ہو۔ لیکن دفتر میں ہی پڑا رہے۔ اور اسے ہر مذہب وملت کے لوگوں تک پہنچانے کا انتظام نہ کیا جائے۔ اور کثرت سے اس کی اشاعت نہ ہو۔ تو اس سے وُہ فائدہ ہرگز مترتب نہیں ہوسکتا۔ جو ہونا چاہیئے۔ اور جس کے لئے اس قدر محنت شاقہ اور اخراجات کثیر برداشت کئے جاتے ہیں اور جس کے لئے کوشش نہ صرف ہر احمدی بلکہ ہر مسلمان کہلانے والے کا فرض ہے۔ پس سب سے ضروری چیز یہ ہے۔ کہ احباب اس کی اشاعت میں سرگرمی سے حصہ لیں۔

پیغامیوں کا انتہائی چھچھورپن

لاہور کا اخبار "پیغام صلح" ان دنوں چند ایک عقل و خرد سے عاری۔ معقولیت سے کوسوں دُور۔ لیکن بر خود غلط اشخاص کی جولانی طبع کا تختۂ مشق بن رہا ہے۔ یہ لوگ بغیر سوچے سمجھے جو کچھ منہ میں آتا ہے۔ بکتے چلے جاتے ہیں۔ اور اتنا بھی نہیں سوچتے۔ کہ حماقت و بیہودگی کے ان مظاہروں پر دُنیا کیا کہے گی ٭

جماعت احمدیہ اور حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ سے ان کوتاہ فہم لوگوں کی عداوت اور بغض نے ان کے دل و دماغ کو اس حد تک ماؤف کر دیا ہے۔ کہ ہمارے متعلق پیغام کا ایک ایک لفظ انتہائی بدحواسی اور پریشانیٔ دماغ کا ثبوت ہوتا ہے۔ کچھ روز ہوئے پیغام میں ان لوگوں نے ایک چٹھی شائع کی۔ جو ان کے زعم میں ہمارے "کار خاص" پر شعین ہونے کا ثبوت تھی۔ بہتیرا سمجھایا گیا۔ اور نہ صرف ہم نے بلکہ انصاف پسند اور صاحب دماغ غیر احمدیوں نے بھی ان کی نافہمی اور بے سمجھی پر ماتم کیا۔ لیکن ان کی ڈھٹائی قابل دید ہے۔ کہ کسی کی ایک نہ مانی اور برابر اپنی رٹ لگاتے رہے ٭

اب چند دنوں سے پھر پیغام میں متواتر "قادیانیوں کی خفیہ چٹھی" کی اشاعت کا اعلان کیا جا رہا تھا۔ اور کہا جاتا تھا۔

"گورنمنٹ کے حضور راز و نیاز کے غمزے اور عشق و محبت کے ترانے کہ جس کا اظہار کرتے ہوئے۔ امام محترم قادیان کے لب خشک اور سینہ کا تنفس ارتعاش پذیر ہوتا ہے۔ ان کا راز وہ خفیہ خطوط عریاں کر کے رکھ دیتے ہیں۔ کہ جو آئے دن حواریانِ محمود لکھتے رہتے ہیں"

پھر اس خفیہ چٹھی کی اہمیت کو واضح کرنے کے لئے یہاں تک لکھا گیا:۔

"اس قسم کے قیمتی خطوط آسانی سے ہاتھ نہیں آتے۔ اتفاق اور محض اتفاق سے ہی یہ پروانے ہمارے ہاتھوں میں آتے اور دُنیا کی آنکھوں کو روشن کرتے ہیں۔ اس لئے آپ بھی اس کے دیکھنے کے لئے آئندہ اشاعت کا انتظار کیجئے"

حسب الارشاد "آئندہ اشاعت کا انتظار" کیا گیا۔ لیکن "آئندہ اشاعت" میں وہی "ہر روز کل کا وعدہ" والی پرانی عادت کار فرما نظر آئی یعنی لکھا تھا:۔

"افسوس ہم انتہائی مصروفیتوں کی وجہ سے اس وعدہ کا ایفا نہ کر سکے۔ انشاء اللہ العزیز آئندہ اشاعت میں اس چٹھی کو بے نقاب کیا جائے گا۔ اگرچہ قارئین کرام کو انتظار کی زحمت گوارا کرنی پڑے گی۔ مگر حقیقت تو یہ ہے ؎

جو انتظار میں ہے لطف وصل میں وہ کہاں"

ان الفاظ میں جو ادب لطیف میں شاہکار کی حیثیت رکھتے ہیں۔ احباب آخری مصرع کو ایسی بُری طرح قتل کر دینے کے باعث مدیران پیغام کی بد مذاقی پر ماتم کرنے میں وقت ضائع نہ کریں۔ ان لوگوں کو اگرچہ مضامین میں شعروں کی بھرمار کر کے اپنی ہمہ دانی اور وسعت مطالعہ سے قارئین کو مرعوب کرنے کا خبط سمایا ہوا ہے۔ لیکن مذاق اس قدر پاکیزہ اور شعریت سے مناسبت کا یہ حال ہے۔ کہ شاید ہی کوئی مصرع صحیح نقل کرنے کی توفیق آج تک نصیب ہوئی ہو۔ اسی مضمون میں ایک مصرع یوں درج ہے:۔

؎ "خال مشکیں بھی ہو۔ زلف سیاہ فام بھی ہو"

ایک گذشتہ پرچہ میں لکھا تھا:۔ ؎

"عیب سے خالی نہ واعظ ہے نہ ہم — ہم یہ مونہہ آئیگا۔ منہ کی کھائیگا"

اور سُنیئے:۔ ؎

"غم صیاد فکر باغباں ہے — دو عملے میں ہمارا آشیاں ہے"

غرضیکہ کہاں تک لکھا جائے۔ پیغام کے سخن فہم مدیر اشعار میں ایسی قابل قدر اصلاح کرتے ہیں۔ کہ غالب کی رُوح بھی کنج لحد میں پھڑک اٹھتی ہوگی۔ اور حیرت یہ ہے۔ کہ اس سخن فہمی اور لیاقت کے باوجود آپ نے قسم کھا رکھی ہے۔ کہ ہر مضمون کے اندر کھینچ تان کر ادھر اُدھر کے دو ایک شعر ضرور ہی درج کر دیں گے۔ شاید خلل دماغ کے عارضہ کو دُور کرنے کے لئے احمدیہ بلڈنگس کے کسی ڈاکٹر نے ایسا کرنے کا مشورہ دیا ہو ٭

لیکن اس بحث کو جانے دیجئے۔ اور مذکورہ بالا سطور میں "انتظار و وصل" کی کیفیات کے متعلق صاحب "شذرات" کی قیمتی اور بلند پایہ معلومات کی داد دیجئے۔ بہر حال باوجودیکہ آپ کا عقیدہ ہے:۔

"جو انتظار میں ہے لطف وصل میں وہ کہاں"

لیکن آخر "انتظار کے لطف" سے محروم کر کے اپنے نیاز مندوں کو وصل سے سرفراز کرنے کے لئے آپ آمادہ ہو ہی گئے۔ اور "قادیانیوں کی وہ خفیہ چٹھی" ۲۷ ستمبر کے پرچہ میں شائع کر دی۔ اور ساتھ ہی اپنی متانت و ثقاہت۔ معقولیت اور دیانتداری کا بھانڈا بھی چوراہے میں پھوڑ کر رکھ دیا:۔

مری کے کسی تاجر نے ایک تجارتی سرکلر سرکاری افسران کے نام ارسال کیا۔ اور ضمناً یہ بتانے کے لئے کہ میں ان لوگوں کا ہمخیال نہیں۔ جو برطانوی اشیاء کا مقاطعہ کر رہے ہیں۔ اپنی احمدیت کا بھی ذکر کر دیا۔ وہ چٹھی کہیں پیغام کے دفتر میں پہونچ گئی۔ اور آپ اپنی سراغ رسانی پر اس قدر نازاں ہوئے۔ کہ آگا پیچھا سب کچھ بھول کر واہی تباہی بکنا شروع کر دیا۔ اور اس کی بناء پر طرح طرح کے الزامات جماعت احمدیہ اور اس کے مقدس و محترم امام پر لگانے شروع کر دئے۔ ہم اس سرکلر کے مضمون پر اس وقت بحث کی ضرورت نہیں سمجھتے لیکن "پیغام" کو چیلنج کرتے ہیں۔ کہ وہ اسے اپنے "حضرت امیر ایدہ اللہ" کے پیش کر کے دریافت کرے۔ کہ اس کی بناء پر وُہ جماعت احمدیہ پر یہ الزام لگانے میں حق بجانب ہے:۔

"انگریزوں سے قادیانیوں کی انتہائی محبت کوئی چھپی لکی بات نہیں ہے۔ اسلامی ممالک و سلطنتوں کی تباہی ان کے لئے سرمایہ خوشی ہے۔ مگر انگریز کے سر میں درد بھی ان سے برداشت نہیں ہو سکتا۔ . . . . مثیل مسیح کی نبوت کو مسیحیوں کی مشکلات سے کیا۔ وہ تو مسلمانوں کے لہو کی پیاسی ہے۔ اور اس بد قسمت قوم کو ٹھکانے لگانے آئی ہے"

اگر تو حضرت امیر ایدہ اللہ نے آپ کی تصدیق فرما دی تو ہم یہ سمجھ کر کہ "ایں خانہ ہمہ آفتاب است" آپ لوگوں کی بے دماغی پر کوئی افسوس نہیں کریں گے۔ لیکن اگر انہوں نے یہی فیصلہ فرمایا کہ جناب مدیر پیغام یہ سب کچھ بدحواسی اور خلل دماغ کے عارضہ کے اثر کے ماتحت ارشاد فرما گئے ہیں۔ تو ہم اور کچھ نہیں کہتے صرف اتنی گذارش کریں گے۔ کہ مدیر موصوف کچھ عرصہ کے لئے کسی ایسی جگہ قیام فرمائیں۔ جو ان جیسے بزرگوں کے لئے حکومت کی طرف سے قائم کی گئی ہیں ٭

ان لوگوں کا چھچھورپن ملاحظہ ہو۔ کہ ایک نہایت معمولی سی بات کو لے کر کس طرح ناچتے پھرتے ہیں۔ اور ایک انفرادی حرکت کی بناء ایک عظیم الشان جماعت پر وہ وہ بہتان باندھ رہے ہیں جو اس کے تحریک کے متعلق بھی ثابت نہیں کئے جا سکتے۔ آخر اس چٹھی میں کونسی ایسی بات تھی۔ جس کی وجہ سے "شمالی ہند کے کثیر الاشاعت سہ روزہ اخبار" اور "احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کے سہ روزہ آرگن" کو جلی الفاظ میں ایک لیڈر شائع کرنے کی ضرورت پیش آئی:۔

بغرض محال اگر یہ تسلیم بھی کر لیا جائے۔ کہ اس سے وہ نتائج پیدا ہوتے ہیں۔ جو پیغام نے اخذ کئے ہیں۔ تو بھی یہ غور طلب امر ہے کہ جماعت احمدیہ پر اس کی وجہ سے کیا اعتراض وارد ہو سکتا ہے ٭

ہم ان باتوں میں پڑنا نہیں چاہتے۔ ورنہ اگر اس طرح ممبران کے ذاتی افعال کی بناء پر جماعتوں کو متہم کرنا شروع کر دیا جائے۔ تو چند ہی روز میں پیغامیوں کی چیں بول جائے گی ٭

ہم تو ایسی چٹھیوں کی اشاعت سے ذرا بھی خوف نہیں کھاتے کیونکہ ہمیں ان سے کوئی نقصان نہیں پہونچ سکتا۔ لیکن پیغام صلح کو وہ دن یاد کرنا چاہیئے۔ جب ہم نے بھی ایک چٹھی شائع کی تھی۔ جس سے پیغام بلڈنگ میں ایک شور محشر بپا ہو گیا تھا۔ اور پیغامی گھٹنوں میں سر دے دیکر رو رہے تھے۔ اب بھی ہم خاموش بیٹھے ان فرومایہ لوگوں کی تمام حرکات دیکھ رہے ہیں۔ لیکن اگر ہم نے ذرا حرکت کی۔ تو بس پھر وہی پچاس پچاس ہزار اور پانچ پانچ ہزار کے نوٹس ہیں۔ اور ہم ہیں۔ اجی حضرت ہم آپ کی قدر و قیمت سے بخوبی واقف ہیں۔ خواہ مخواہ زبان۔۔

سلسلۂ مخلوق کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا عقیدہ

مولوی ثناء اللہ صاحب کی خفاشی

اہلحدیث ۲۶ر ستمبر ۱۹۳۰ء میں مولوی ثناء اللہ صاحب نے پھر ایک مضمون سلسلۂ مخلوق کے متعلق درج کیا ہے۔ اس سے پہلے تفصیل سے ہم اپنے گذشتہ پرچوں میں اس کے متعلق بیان کر چکے ہیں۔ اور اگر مولوی صاحب عقل سلیم سے کام لیتے۔ تو اس بحث کو زیادہ طول دینے کی ضرورت نہ تھی مگر مولوی صاحب ہیں۔ کہ اپنی "عادت دیرینہ" کے مطابق "میں نہ مانوں" کا سبق رٹ رہے ہیں۔ اور بالکل صاف معاملہ کو پیچیدہ بنانے کی کوشش کر رہے ہیں۔ آپ نے اہلحدیث ۱۰ر جنوری ۱۹۳۰ء کے پرچہ میں مسیح موعود علیہ السلام پر بدیں الفاظ اتہام لگایا تھا۔ کہ

"ہمارے ہر سہ مخاطبوں (بہائیوں۔ آریوں۔ اور مرزا صاحب) کا عقیدہ ہمارے خلاف ہے۔ وہ کہتے ہیں۔ کہ سلسلہ دنیا مخلوق ضرور ہے۔ مگر قدیم سے چلا آ رہا ہے۔ کوئی ایسا وقت نہیں گذرا۔ کہ خدا ہو۔ اور مخلوق نہ ہو۔" پھر پرچہ اہلحدیث ۲۵ر جولائی میں لکھا۔ کہ "جب سے خدا ہے۔ تب سے مخلوق کا کوئی نہ کوئی فرد ضرور رہا ہے۔" جس کے جواب میں ہماری طرف سے مفصل مضامین شائع ہوئے۔ اور بتایا گیا کہ بہائیوں۔ آریوں کا عقیدہ اور ہمارا عقیدہ آپس میں ایک دوسرے کے مخالف ہیں۔ کیونکہ آریہ اس بات کے قائل ہیں۔ کہ مادے کے تمام ذرات اور ارواح بصفت ازلیت قدیم ہیں۔ تینوں یعنی ایشور۔ جیو اور پرکرتی ازلی اور انادی ہونے کے لحاظ سے [illegible] ہی مرتبہ میں ہیں۔ ایشور نے نہ تو روح پیدا کی۔ اور [illegible] مادہ۔ بلکہ وہ ازل سے خود بخود ہیں۔ اب یہ آریوں کا عقیدہ [illegible] جو وہ سلسلہ مخلوق کے متعلق رکھتے ہیں۔ انکے نزدیک مخلوق بھی [illegible] ہے۔ اور خالق بھی ازلی ہے۔ (الفضل ۱۴ر ستمبر) اور پھر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے یہ الفاظ نقل کئے گئے۔ کہ انہوں (آریوں) نے اپنی ارواح اور ان کی تمام قوتوں کو اور ایسا ہی اپنے اجسام اور ان کی تمام طاقتوں کو خدا کی طرح قدیم اور انادی اور غیر مخلوق سمجھ لیا ہے۔ جو پرمیشر کی طرف سے نہیں۔ بلکہ خود بخود ہیں" اس کی پوری وضاحت کر دی گئی تھی۔

مطلب یہ کہ وہ جس طرح اللہ تعالےٰ کو صفت ازلیت سے متصف مانتے ہیں۔ بعینہٖ اسی طرح ارواح و اجسام اور ان کی قوتوں کو ازلی تسلیم کرتے ہیں۔ اور انادی ہونے کے لحاظ سے سب کو ایک ہی مرتبہ میں رکھتے ہیں۔ گویا وہ اللہ تعالیٰ خالق اور اسکی مخلوق کے درمیان بلحاظ انادیت کوئی فرق نہیں کرتے۔ اور یہی وہ عقیدہ تھا۔ جو مولوی ثناء اللہ صاحب نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی طرف منسوب کیا۔ جس کے جواب میں لکھا گیا۔ کہ یہ ایک جھوٹا بہتان ہے۔ جو مسیح موعود علیہ السلام کی ذات والا صفات پر لگایا گیا ہے۔ کیونکہ مسیح موعود علیہ السلام نے صاف طور پر اس کے خلاف اپنے عقیدہ کا اظہار فرمایا ہے۔ آپ نے فرمایا۔

"ابتداء میں خدا کی صفت وحدت کا دور تھا۔ اور ہم نہیں کہہ سکتے۔ کہ اس دور نے کتنی دفعہ ظہور کیا۔ بلکہ یہ دور قدیم اور غیر متناہی ہے۔ بہرحال صفت وحدت کے دور کو دوسری صفات پر تقدم زمانی ہے۔ پس اس بناء پر کہا جا سکتا ہے۔ کہ ابتداء میں خدا اکیلا تھا۔ اور اس کے ساتھ کوئی نہ تھا"

(چشمۂ معرفت صفحہ ۲۶۳)

پس کجا یہ بات کہ خدا تعالےٰ اور اس کی مخلوق میں بلحاظ ازلیت ذرہ بھر فرق نہیں۔ اور کجا یہ بات کہ ابتداء میں صفت وحدت کا دور تھا۔ اور کہ بہرحال صفت وحدت کے دور کو دوسری صفات پر تقدم زمانی ہے۔

۲۶ر ستمبر اہلحدیث کے پرچہ میں اس پر مولوی صاحب یہ اعتراض کرتے ہیں۔ کہ ہمارا سوال سلسلۂ مخلوق کے متعلق ہے۔ نہ کہ روح و مادہ کی قدامت کے متعلق۔ چنانچہ الفاظ یہ ہیں۔

"ہماری تردید میں الفضل کا روح و مادہ کا ذکر کرنا بالکل بے محل ہے۔ ہم نے روح و مادہ کی قدامت مرزا صاحب کی طرف منسوب نہیں کی۔ بلکہ سلسلۂ دنیا کی قدامت منسوب کی ہے"

(اہلحدیث ۲۶ر ستمبر ۱۹۳۰ء)

حالانکہ اگر ذرا غور کیا جاتا۔ تو معاملہ کوئی ایسا پیچیدہ نہ تھا۔ جو سمجھ ہی میں نہ آسکتا۔ مولوی صاحب! بات اصل میں یہ ہے کہ اگر ہم یہ تسلیم کر لیں۔ کہ روح و مادہ اللہ تعالےٰ کی طرح ازل سے ہیں۔ اور ادھر بموجب اعتقاد آریہ اللہ تعالےٰ کو خالق قرار دیکر اس کے تعطل کو آن واحد کے لئے بھی ناممکن قرار دیدیں۔ تو بالفاظ دیگر اس کا مطلب یہ ہوگا۔ کہ سلسلۂ مخلوق بھی ویسا ہی ازلی و انادی ہے۔ جس طرح کہ اللہ تعالیٰ۔ ان دونو میں ذرہ بھر فرق نہیں۔ جیسا کہ سوامی دیانند صاحب خود اپنی کتاب ستیارتھ پرکاش میں تحریر کرتے ہیں۔ کہ "جیسے دن کے پہلے رات اور رات کے پہلے دن نیز دن کے پیچھے رات اور رات کے پیچھے دن برابر چلا آتا ہے۔ اسی طرح پیدائش سے پہلے پرلے اور پرلے سے پہلے پیدائش نیز پیدائش کے پیچھے پرلے اور پرلے کے بعد پیدائش ازلی زمانہ سے یہی دور چلا آتا ہے۔ اس کا شروع یا انتہاء نہیں۔ البتہ جیسے دن یا رات کا شروع اور خاتمہ دیکھنے میں آتا ہے۔ اسی طرح پیدائش اور پرلے کا شروع اور خاتمہ ہوتا ہے۔ کیونکہ جیسے پرمیشر جیو اور دنیا کی مادی علت تینوں ذات سے ازلی ہیں۔ ویسے ہی دنیا کی پیدائش۔ قیام اور پرلے پرواہ یعنی سلسلہ کے لحاظ سے ازلی ہیں۔ جیسے پرمیشور کی صفتیں فعل اور عادتیں ازلی ہیں۔ ویسے ہی اس کی دنیا کی پیدائش۔ قیام اور پرلے کرنا بھی ازلی ہیں۔ جیسے کبھی پرمیشور کے اوصاف۔ افعال۔ عادات کا شروع اور خاتمہ نہیں۔ اسی طرح اس کے کاموں کا بھی شروع اور خاتمہ نہیں" ص۲۵۷ ایڈیشن چہارم۔ جس کا ماحصل یہ ہے۔ کہ جس طرح خدا (پرمیشور) اور اس کی صفات ازلی ہیں۔ بعینہٖ بغیر کسی فرق کے دنیا کی پیدائش وغیرہ بھی ازلی ہیں۔ یعنی نہ اللہ (پرمیشور) اور اس کی صفات بلحاظ ازلیت دنیا کی پیدائش سے پہلے ہیں۔ اور نہ ہی پیدائش عالم وغیرہ بلحاظ ازلیت ان سے پیچھے۔ گویا ان سب کے لئے ایک ہی ازلیت ہے۔

اب ظاہر ہے۔ کہ یہ خیال ہمارے عقیدہ کے بالکل خلاف اور سراسر باطل ہے۔ کیونکہ ہمارا ایمان ہے۔ کہ ابتداء میں خدا کی صفت وحدت کا دور تھا۔ اور ہم نہیں کہہ سکتے۔ کہ اس دور نے کتنی دفعہ ظہور کیا۔ بہرحال صفت وحدت کے دور کو دوسری صفات پر تقدم زمانی ہے۔" پس ہمارا عقیدہ بالکل واضح اور صاف ہے۔ کہ سلسلہ مخلوق صفت احدیت کے دور کامل کے بعد شروع ہوا۔ مگر وہ اپنی نوع کی رو سے قدیم بھی ہے۔ کیونکہ ہم اس کی ابتداء تک کے زمانہ کا احاطہ نہیں کر سکتے۔ اور مولوی صاحب کا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اور آپکی جماعت پر یہ الزام۔ کہ یہ بھی بعینہٖ آریوں کی طرح سلسلۂ مخلوق کو قدیم تسلیم

کرتے ہیں۔ ایک جھوٹا الزام ہے۔ باقی رہا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا یہ لکھنا۔ کہ "خدا تعالیٰ کی قدیم صفات پر نظر کرکے مخلوق کے لئے قدامت نوعی ضروری ہے۔ مگر قدامت شخصی ضروری نہیں" (چشمۂ معرفت صفحہ ۱۶۱) "اور چونکہ خدا قدیم سے خالق ہے۔ اس لئے ہم ملتے اور ایمان لاتے ہیں۔ کہ دنیا اپنی نوع کے اعتبار سے قدیم ہے۔ لیکن اپنے شخص کے اعتبار سے قدیم نہیں" (لیکچر سیالکوٹ صفحہ ۳۹) سو اس قدامت نوعی سے مراد حضور کی ایسی قدامت ہے جس کے سلسلہ ابتداء کا علم سوائے خدا کے اور کسی کو نہیں۔ چنانچہ یہ بات ظاہر ہے۔ کہ ہم نہیں جانتے۔ اور نہ ہی کہہ سکتے ہیں۔ کہ سلسلہ مخلوق کب سے جاری ہے۔ کیونکہ ہمارا علم کوتاہ ہماری نظر محدود اور ہمارا دائرہ معلومات تنگ ہے۔ پس آغاز اور ابتداء کا اندازہ لگانے سے جب ہم عاجز اور بالکل درماندہ ہیں۔ تو ہم کیوں قدامت کا لفظ نوع خلق کے لئے استعمال نہیں کر سکتے۔ یہی وجہ ہے کہ حضورؑ نے مخلوق کے متعلق قدامت نوعی کا لفظ استعمال فرمایا ہے۔ نہ ان معنوں میں کہ نعوذ باللہ مخلوق ازلیت سے خدا کے ساوی ہے۔ ایسا عقیدہ تو کفر ہے۔ اور اسی وجہ سے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام آریوں کے متعلق تحریر فرماتے ہیں۔ کہ انہوں نے اپنے لئے کفر سہیڑ لیا ہے۔ پھر حضور علیہ السلام فرماتے ہیں۔ "کہ چونکہ صفت ایجاد اور صفت افناء باہم متضاد ہیں۔ اس لئے جب افناء کی صفت کا ایک کامل دور آ جاتا ہے۔ تو صفت ایجاد ایک حد تک معطل رہتی ہے" صفحہ ۲۹۳ پھر فرمایا۔ "خدا کی کسی صفت کے لئے تعطل دائمی تو نہیں۔ مگر تعطل میعادی کا ہونا ضروری امر ہے" صفحہ مذکور۔ جس کے دوسرے لفظوں میں صاف یہ معنی ہیں۔ کہ خلق پر ایسا وقت آسکتا ہے۔ بلکہ اس کا ایک میعاد کے لئے آنا ضروری ہے۔ جس میں وہ افناء کے دور کامل کے ماتحت محض لاشے ہو۔ اور اس کا ایک فرد بھی باقی نہ رہے۔ پس کیا اس مفہوم کو مدنظر رکھتے ہوئے مولوی صاحب کا اس عقیدہ کو کہ "جب سے خدا ہے۔ تب سے مخلوق کا کوئی نہ کوئی فرد ضرور رہا ہے" جماعت احمدیہ کی طرف منسوب کرنا سیاہ جھوٹ اور دجل نہیں؟

پھر سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی ایک واضح تحریر پیش کی گئی تھی۔ کہ آپ فرماتے ہیں "میرے نزدیک جو بات بہرحال ثابت ہے۔ وہ یہ ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ خالق ہے۔ اور بہرحال اس کی ہستی اور حدیث مخلوق سے ۔۔۔ مقدم ہے" مگر مولوی صاحب نے اسکو بھی نظر انداز کر دیا۔ اور اپنی من گھڑت اصول پر بحث کرتے ہیں۔ جو بناء فاسد علی الفاسد کا مصداق تھی۔ اور جس کے ذریعہ وہ کسی صحیح نتیجہ تک نہ پہنچ سکتے تھے۔ خشت اول چوں نہد معمار کج ٭ تا ثریا میرود دیوار کج۔

کنچنی کی زمین پر مسجد اور رہن باقبضہ کا جواز

مولوی محمد اسمٰعیل صاحب مولوی فاضل نے ایک صاحب کے استفسار پر حسب ذیل جواب تحریر کیا ہے۔ جسے ناظرین کے استفادہ کے لئے درج کیا جاتا ہے۔ (ایڈیٹر)

آپ کا خط سیدنا و امامنا حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں پہنچا۔ جس میں آپ نے دو مسئلوں کے متعلق استفسار کیا ہے۔ جن میں سے ایک یہ ہے۔ کہ آیا کنچنی کی مملوکہ زمین جس کے متعلق یہ تحقیق نہیں کہ آیا وہ اس کی اپنی پیدا کردہ اور بدکاری کی کمائی سے حاصل کردہ ہے۔ یا اسے وراثت میں ملی ہے مسجد کیلئے خریدی جا سکتی ہے یا نہیں۔ اس کا جواب یہ ہے۔ کہ کنچنی کی مملوکہ زمین خواہ اسے وراثت میں ملی ہو۔ یا اس نے خود پیدا کی ہو۔ مسجد کے لئے خریدی جا سکتی ہے۔ کیونکہ اس زمین کے اندر اس کے ایک کنچنی کی ملکیت میں آجانے اور رہنے سے کوئی ایسا عیب پیدا نہیں ہو جاتا۔ جو مسجد کے لئے اسکے استعمال ہو سکنے میں روک ہو۔ جب روپیہ دیکر اس سے زمین خرید لی جائیگی۔ تو اب یہ زمین مسجد کے لئے اسی طرح استعمال ہو سکتی ہے۔ جیسے کسی اور شخص سے خریدی ہوئی یا مسجد کے لئے وقف کی ہوئی زمین مسجد کے لئے استعمال ہو سکتی ہے۔ اور جو قباحت اسمیں اس حالت میں تھی۔ جبکہ وہ اس کنچنی کی بدکاری سے پیدا کردہ جائداد تھی۔ وہ اس سے خرید لینے کی صورت میں قائم نہیں رہے گی۔ حدیث میں آتا ہے۔ کہ حضرت عائشہؓ کی ایک آزاد کردہ لونڈی جس کا نام بریرہ تھا۔ آپ ہی کے پاس رہتی تھی۔ ایک دفعہ اسے صدقہ کے طور پر کہیں سے گوشت ملا۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم صدقہ کی کوئی چیز قطعاً نہیں لیتے تھے۔ بلکہ اپنے قریبی رشتہ داروں کے لئے بھی اسے ممنوع قرار دیا تھا۔ لیکن شفقت اور غریب نوازی کے طور پر حضور نے بریرہ سے خود کہکر اسی گوشت میں سے کچھ لے لیا اور تناول فرمایا۔ اور ساتھ ہی فرمایا۔ کہ یہ تمہارے لئے صدقہ تھا۔ اور ہمارے لئے تمہاری طرف سے ایک ہدیہ ہے۔ اس سے یہ حقیقت روشن ہوتی ہے۔ کہ حالات کی تبدیلی سے ایسے اضافی احکام تبدیل ہو جاتے ہیں۔

اور دوسری بات آپ نے یہ لکھی ہے۔ کہ رہن باقبضہ کے جواز کی کیا دلیل ہے۔ اس سے آپکی مراد غالباً یہ ہے۔ کہ مرتہن کے لئے مرہون چیز سے فائدہ اٹھانے کے جواز کا کیا ثبوت ہے۔ ورنہ رہن باقبضہ کا جواز تو کوئی ایسی چیز نہیں۔ جس کے متعلق پوچھنے کی ضرورت پیش آتی۔ قرآن کریم نے خود فرمایا ہے۔ فرھان مقبوضۃ (دیکھو سورۃ بقر۔ رکوع ۳۹) جس میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ کہ اگر قرض کے کسی معاملہ میں قرض کی رقم کو محفوظ کرنے اور ضائع ہونے کے خطرہ سے بچانے کی ضرورت پیش آئے۔ تو رہن باقبضہ کے ذریعہ سے اسے محفوظ کیا جا سکتا ہے۔ یعنی جس شخص کے ذمہ قرضہ [illegible] وہ اپنی کوئی جائداد قرضخواہ کے پاس رہن رکھ دے [illegible] اور اس پر اسے قبضہ دیدے۔

باقی رہا مرتہن کے لئے مرہون چیز سے فائدہ اٹھانے کا جواز۔ سو اول تو خود اسی آیت سے ظاہر ہو رہا ہے۔ ورنہ اس کے یہ معنے ہونگے۔ کہ قرض دینے والا نہ صرف اپنی رقم ایک عرصہ کے لئے بلا معاوضہ زائد دوسرے شخص کو دے۔ بلکہ دوسرے کی جائداد کی حفاظت کی زحمت بھی اٹھائے۔ اور اس کا ایک کارندہ بنے۔ اور اس چیز کی حفاظت پر اگر کچھ خرچ کرنا پڑے۔ تو وہ بھی اپنی گرہ سے خرچ کرے۔ اور اگر کسی وقت کما حقہ حفاظت نہ ہو سکنے کی وجہ سے اس چیز کو کچھ نقصان پہنچ جائے۔ تو اس کی ذمہ داری بھی اٹھائے۔ علاوہ اس کے جو چیز کوئی فائدہ دینے والی ہی نہیں۔ اسے رہن میں کوئی کیوں لینے لگا۔ اور اگر فائدہ دینے والی چیز سے فائدہ راہن یعنی مالک اٹھائے۔ تو مرتہن کا قبضہ کیونکر اس پر قائم رہیگا۔ اور راہن کو ادائگی قرض کی فکر کیوں ہونے لگی۔ اور اگر نہ راہن فائدہ اٹھائے۔ اور نہ مرتہن۔ تو اسکے معنے یہ ہونگے۔ کہ اس چیز کے منافع اور فوائد کو دانستہ ضائع کیا جائے۔ اور بسا اوقات اس چیز کی حفاظت اسی بات میں ہوتی ہے۔ کہ اس سے فائدہ اٹھایا جائے۔ اور اگر اس کی حفاظت کا بوجھ اور ذمہ داری تو اٹھائی جائے۔ اور اس سے کسی کا فائدہ اٹھانا ممنوع ہو۔ تو اس صورت میں رہن ایک مفید چیز کو ضائع اور اکارت کرنیکا موجب ہوگا۔ جو شریعت کے منشاء کے بالکل خلاف ہے۔ پس مرتہن کو مرہون پر قبضہ دلانے سے صاف طور پر ثابت ہوتا ہے۔ کہ اسے اس چیز سے فائدہ اٹھانے کا حق بھی حاصل ہوتا ہے۔

علاوہ اس کے حدیث شریف میں آتا ہے۔ کہ اگر دودھ دینے والا جانور یا سواری کا جانور رہن رکھا جائے۔ تو اس جانور پر مرتہن کو جو کچھ خرچ کرنا پڑے گا۔ اس کے عوض [illegible] اسے اس کا دودھ پینے یا اس پر سواری کر[illegible] کا حق ہوگا۔ [illegible] ظاہر ہے۔ کہ جانور کا ذکر صرف مثال [illegible] طور پر ہے۔ ورنہ یہ حکم سواری کے یا دود[illegible] دینے والے جانور کے لئے مخصوص نہیں ہے۔ غرض قرآن کریم سے اور حدیث سے یہ بات ثابت ہے۔ کہ مرتہن کو مرہون چیز سے فائدہ اٹھانے کا حق اور اختیار ہوتا ہے۔

والسلام

بچوں کا محسن

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک کمسن بچے کی عقیدت

حضرت محمد مصطفیٰ صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم رسول اللہ و خاتم النبیین کے احسانات تمام مخلوقات پر ہیں۔ آدمیوں پر بھی۔ عورتوں پر بھی۔ بچوں پر بھی۔ جوانوں پر بھی۔ حیوانوں پر بھی۔ اور بیجان چیزوں پر بھی۔ میں ایک کمسن بچہ ہوں۔ میری عمر دس سال سے زیادہ نہیں۔ لیکن اس تھوڑے سے عرصہ میں ہی میری کمسن ذات پر میرے پیارے آقا رسول عربی نے وہ احسان فرمائے کہ جن کو میں ہرگز بیان نہیں کر سکتا۔ میں اپنے آقا کو دل و جان سے چاہتا ہوں۔ کیونکہ جب میں پیدا ہی ہوا تھا۔ اُسی لمحہ سے میرے پیارے آقا کی برکتیں مجھ پر نازل ہونی شروع ہو گئیں۔ دنیا میں قدم رکھتے ہی سب سے پہلی آواز جو میرے آقا نے میرے کانوں میں ڈلوائی۔ وہ یہ تھی۔

اللہ اکبر۔ اشھد ان لا الٰہ الا اللہ۔ اشھد ان محمداً رسول اللہ۔ حی الی الصلوٰۃ۔ حی علی الفلاح۔ اللہ اکبر۔ لا الٰہ الا اللہ۔ یعنی اللہ سب سے بڑا ہے۔ میں گواہی دیتا ہوں۔ کہ اللہ کے سوائے کوئی معبود نہیں۔ میں گواہی دیتا ہوں۔ کہ محمد اللہ کا رسول ہے۔ نماز کی طرف آؤ۔ نجات کی طرف آؤ۔ اللہ بڑا ہے۔ اس کے سوائے کوئی معبود نہیں۔

(۱) میرا دل اس وقت نہایت نازک تھا۔ دماغ نازک تھا۔ کان نازک تھے۔ اور جسم کا ذرہ ذرہ نازک تھا۔ اذان کی اس پاک آواز نے ان پر اثر کیا۔ اور غیر محسوس طریق سے میرے اندر خدا کی محبت کو پھونک دیا۔

(۲) جب میں ذرا ہوش میں آیا۔ تو میں نے شفقت والدین کو محسوس کیا۔ میں دیکھتا تھا۔ کہ میرے مہربان والدین مجھ سے بہت محبت کرتے تھے۔ اور وفور محبت سے مجھے دیکھ کر باغ باغ ہو جاتے تھے۔ اور وہ اس کو میرا حق سمجھ کر کرتے تھے۔ کیونکہ میرے پیارے آقا نے مجھ کو یہ حق دیا تھا۔ اور فرمایا تھا۔

اکثروا قبلۃ اولادکم۔ فانّ لکم لکلّ قبلۃٍ درجۃ فی الجنۃ۔ کہ اپنی اولاد کو بہت چومو۔ کیونکہ تمہارے لئے ہر بوسہ کے بدلے ایک درجہ ہے جنّت میں۔

(۳) میرے مہربان والدین میری ہر ایک جائز خواہش کو پورا کرتے۔ اور جو میں مانگتا۔ اگر اس میں کوئی بڑی بات نہ ہوتی۔ تو فوراً منگوا دیتے۔ اور مجھے ہر وقت خوش اور بشاش رکھنے کی کوشش کرتے۔ اور اس کو میرا حق سمجھکر کرتے تھے۔ کیونکہ میرے آقا کی طرف سے ایسا ہی کرنے کا ان کو حکم ملا تھا۔ میرے آقا نے فرمایا تھا۔

انّ فی الجنّۃ باباً یقالُ لہٗ باب الفرح لا یدخلہ الا من فرّح اولادہٗ۔

(ترجمہ) کہ جنّت میں ایک دروازہ ہے جس کا نام باب الفرح ہے۔ نہیں داخل ہو گا اس میں کوئی۔ مگر وہی جو اپنی اولاد کو خوش رکھے۔

(۴) میرے والدین کی محبت بھری نگاہیں ہر وقت میری طرف لگی رہتی تھیں۔ وہ بار بار میری طرف دیکھتے۔ اور خدا کا شکریہ ادا کرتے۔ بچوں کے دلوں میں پاک خیالات پیدا کرنے کا یہ طریق میرے آقا نے ان کو سمجھایا تھا۔ جنہوں نے فرمایا تھا۔ النظر الی وجہ الاولاد کالنظر الی وجہ النبیّ۔ کہ اپنی اولاد کی طرف محبت سے نگاہ کرنی نبی کے چہرہ کی طرف نظر کرنے کی مانند ہے۔

(۵) میرے پیارے والدین میری بہت عزت کرتے تھے۔ اور مجھے ادب سے بلایا کرتے تھے۔ اور "آپ" کہہ کر پکارتے تھے۔ یہ اس واسطے کرتے تھے۔ تاکہ مجھے ادب سے دوسروں کو بلانے کی عادت پڑ جائے۔ نیز میرے والدین مجھے معزز بنانے کی کوشش کرتے۔ وہ خود میری عزت کرتے۔ اور میری کسی بات کو مجھے بچہ سمجھکر ٹالتے نہیں تھے۔ بلکہ پوری توجہ سے اس کو سُنتے۔ اور اس کا جواب دیتے۔ نیز میں نے دیکھا۔ کہ جب وہ کھانا کھانے لگتے۔ تو مجھ بھی اپنے پاس بٹھلا کر کھانا کھاتے۔ اور کھانے کے آداب وغیرہ سے واقف کرتے۔ یہ سب وہ میرے آقا محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے حکموں کی فرمانبرداری میں کرتے۔ جنہوں نے بچوں پر از حد احسان فرماتے ہوئے مندرجہ ذیل الفاظ میں والدین کو حکم فرمایا تھا۔ اکرموا اولادکم فانّ اکرام الاولاد عبادۃ۔ کہ عزت کرو اپنی اولاد کی۔ کیونکہ اولاد کی عزت کرنا عبادت ہے۔ پھر فرمایا۔ اکرموا اولادکم فان کرامۃ الاولاد ستر من النار والاکل معھم براءۃ من النار۔ کہ عزت کرو اپنی اولاد کی۔ کیونکہ اپنی اولاد کی عزت آگ سے بچاؤ کا ذریعہ ہے۔ ان کے ساتھ ملکر کھانے سے دوزخ سے نجات ہے۔

(۶) میرے پیارے آقا رسول عربی صلے اللہ علیہ وسلم نے میرے والدین کو حکم فرمایا تھا۔ کہ ننھے بچّہ کو ادب سکھاؤ۔ پس میرے والدین نے مجھے بہت سی ادب اور نیکی کی باتیں سکھائیں۔ نیک اور عمدہ باتوں کو بھی میرے آقا صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے بیان فرمایا ہے۔ مگر وہ بہت ساری ہیں۔ ان میں سے ایک بات یہ ہے۔ کہ آدمی کو خدا اور اس کی مخلوق سے محبت کرنی چاہئے۔ خواہ وہ ہندو ہوں۔ یا مسلمان یا کوئی اور مذہب والے۔ سب سے ہمدردی اور محبّت کرنی چاہیئے۔ میرے مہربان والدین نے میرے پیارے آقا صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے اس فرمان کو میرے ذہن نشین کرا دیا۔ جو مجھے ابتک یاد ہے۔ خدا کرے۔ کہ والدین کی نصیحتیں اور ادب کی باتیں مجھے ہمیشہ یاد رہیں۔ اور میرا دل دشمنی۔ حسد۔ بغض کینہ اور تعصب سے ہمیشہ پاک رہے۔

ان سب برکتوں کا منبع میرے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان ہے۔ ما نحل والدٌ ولدہ من نحلٍ افضل من ادبٍ حسن۔

پھر فرمایا۔ قال لان یؤدّب احدکم ولدہٗ خیرٌ من ان یتصدّق کل یوم بصاع۔ کہ تم میں سے کسی کا اپنے فرزند کو ادب سکھانا بہتر ہے۔ اس سے کہ صدقہ کرے ہر روز ایک صاع۔

جب میں سات برس کا ہوا تھا۔ تو میری پیاری والدہ اس جہان فانی سے کوچ فرما گئیں۔ اس وقت میری حالت ناگفتہ بہ تھی۔ دل صدمے کے مارے چور چور ہو رہا تھا لیکن میرے آقا صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دفعہ پھر نظر احسان میری طرف دیکھا۔ اور میرے گرتے ہوئے دل کو تھام لیا۔ میرے آقا نے تسلی دی۔ کہ کوئی بات نہیں۔ صبر کرو۔ میں بھی یتیم ہو گیا تھا۔ اور تم میرے ساتھ مل گئے ہو۔ اپنے آقا کے حکم کے مطابق میں نے انا للہ وانا الیہ راجعون۔ پڑھا جس کا مطلب یہ ہے۔ کہ ہم سب اللہ کے لئے ہیں۔ اور ہم نے بھی آخر ایک دن اس کی طرف جانا ہے۔ اس کا پڑھنا تھا۔ کہ دل میں تسلی کی ایک لہر آ گئی۔ لیکن ساتھ ہی خیال پیدا ہوا۔ کہ میری والدہ مرحومہ میرے ساتھ بہت محبت کرتی تھیں۔ اب میرے ساتھ کون ویسی محبت کریگا۔ لیکن میں نے دیکھا۔ کہ جہاں کہیں میں جاتا تھا۔ لوگ میرے ساتھ محبت کرتے۔ اور میرے سر پر شفقت کا ہاتھ پھیرتے۔ اور میری عمر اور نیک بختی کے لئے دعائیں مانگتے تھے۔ بعد ازاں مجھے معلوم ہوا۔ کہ وہ اس واسطے ایسا کرتے ہیں۔ کہ میرے محسن آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کو ایسا کرنے کا حکم فرمایا ہے۔ میں دل و جان سے قربان جاؤں اپنے ایسے مہربان آقا پر۔ جنہوں نے یتیموں پر از حد رحم فرما کر اپنی امت کے لوگوں کو حکم دیا۔ کہ

یتیموں کے ساتھ محبت کرو۔ ان کے ساتھ نیکی کا سلوک کرو۔ ان کو محبت سے کھانا کھلاؤ۔ اور پہننے کے لئے کپڑے دو۔ جو ایسا کرینگے۔ وہ خدا کے خاص فضلوں کے وارث ہونگے

نیز حضور نے یتیموں کے مال کی حفاظت کے متعلق بہت تاکید فرمائی ہے۔ اور جو لوگ یتیموں کے مال کی احتیاط نہیں کرتے۔ اُن کو سخت عذاب سے ڈرایا ہے۔ بچوں کے حقیقی محسن میرے آقا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ کتنا بڑا احسان ہے۔ جو انہوں نے ہم غریب بچوں پر فرمایا۔ ہم کیوں اس محسن کے گن رات دن نہ گائیں۔ اور اس کے نام کو دنیا میں نہ پھیلائیں۔

نیز میرے آقا نے حکم فرمایا ہے۔ کہ علم حاصل کرو۔ علم حاصل کرنا ہر ایک مومن کے لئے فرض ہے۔ پس میری دعا ہے اور میرے بزرگ بھی دعا کریں۔ کہ اللہ میاں مجھے اپنے محسن کے احسانوں کے بدلے اس کے اس حکم کو اچھی طرح پورا کرنے کی توفیق دے۔ اور رات دن علم کے حصول میں لگا ہوں۔ اور اپنے دل کو اس کی روشنی سے منور کروں۔ آمین۔

(خاکسار خورشید احمد پسر بابو سعادت علی صاحب لاہور)

مشاہدات و تاثرات عرفانی

بمبئی الیکشن میں کانگریس کا مقابلہ

۲

گذشتہ پرچہ میں جس جلوس کا ذکر کیا جا چکا ہے۔ اس کا مقصد الیکشن کے لئے بائیکاٹ کی تحریک کو مضبوط کرنا تھا۔ اور اس کے لئے مختلف نعرے تجویز کئے گئے تھے۔ دھارا سبھا بائیکاٹ تو عام تھا۔ لیکن بعض اور نعرے بھی دلچسپی سے خالی نہ تھے۔ میں یقین نہیں کرتا۔ کہ میں نے غلط سمجھا ہو۔ ایک یہ تھا۔ دھارا سبھا میں کون جائے۔ ایک والنٹیر یہ آواز بلند کرتا تھا۔ اس کے جواب میں متفق آواز اٹھتی تھی۔ کہ "بھو کا کتا کھانے جائے" میں نے بہت غور کیا۔ کہ اس کی کوئی عمدہ تاویل ہو سکتی ہے۔ اس لئے کہ ہر شخص کا یہ اخلاقی فرض ہے۔ کہ ہر شخص کی بات کی اولاً اچھی سے اچھی تاویل کرے مگر میں افسوس کرتا ہوں۔ کہ میں جس قدر سوچتا تھا۔ اسی قدر اپنے آپ کو قاصر پاتا تھا۔

میں حیران اس بات سے تھا۔ کہ کیا فی الحقیقت قانون ساز کونسلوں میں جانے والے بھوکے کتے ہیں؟ ایک طرف میں نے دیکھا۔ کہ ہندو قوم کے تمام بڑے بڑے لیڈر (باستثنائے بعض) کونسل کے دروازے پر کھڑے ہیں۔ اور کئی سال تک انہوں نے انہیں قانون ساز کونسلوں کے دستر خوان پر کھایا ہے۔ کیا میں ان واجب الاحترام ہستیوں کی نسبت یہ یقین کر دوں۔ جو آج اُن کی قوم کونسلوں میں جانے والوں کے لئے پکار رہی ہے۔ یا ان نادانوں کی جہالت پر ماتم کروں میرے فکر و فیصلہ کی قوتوں نے فیصلہ کیا۔ کہ یہ حماقت کا مظاہرہ ہے۔ وہ کونسلیں جہاں پٹیل۔ مالویہ۔ لاجپت رائے جیسے فرزندان ہند نے جانا پسند کیا۔ اور اپنے سر خرچ کے بل وصول کئے۔ وہ کتوں کے جانے کی جگہ نہیں۔ بلکہ بہترین دل و دماغ کے انسانوں کے جانے کی جگہ ہے۔ جہاں جا کر ملک اور قوم کی خدمت کا بہترین موقعہ حاصل ہو سکتا ہے

(۸)

انہیں نعروں میں ایک کا مفہوم تھا۔ کہ کونسلوں میں جانے والے حجام۔ موچی اور جھاڑو والے ہیں۔ یہ نعرہ بھی کانگریس کے اصول ہندوستان کی متحدہ قومیت کی بربادی کا اعلان تھا۔ جو خود کانگریس کے ورکر بمبئی کے کوچہ و بازار میں کر رہے تھے۔ ایک طرف یہ دعویٰ ہے۔ کہ کانگریس ہندوستان میں نیشنلزم (قوم پرستی) اور متحدہ قومیت پیدا کرنا چاہتی ہے اور عمل یہ ہے۔ کہ وہ لوگ جو پیشہ ور ہیں۔ یا ہندو نقطۂ خیال اور تمدنی فیصلہ کی رو سے اچھوت اور ادنیٰ اقوام ہیں۔ ان کی ذلت کا یوں ڈھنڈورا پیٹا جاتا ہے۔ اور ان سے نفرت کا اظہار کیا جاتا ہے۔ یہ نفس انسانیت کی ذلت ہے۔ اور یہ وہ لوگ کر رہے ہیں۔ جو ملک میں سوراج اور قومیت متحدہ کی موج بلند کرنا چاہتے ہیں۔ ان پڑھے لکھے آدمیوں کی عقل پر ماتم کریں۔ یا ہنسیں۔ جو ان آوازوں کو سنتے اور جھومتے ہوئے جا رہے تھے۔ یہ نعرے کسی فوری جوش کا نتیجہ نہ تھے۔ کانگریس کی وار کونسل کے قابل ممبران نے بہت سوچ بچار کے بعد ان کو تصنیف کیا تھا۔ مگر وہ اس سے غافل تھے۔ کہ نفسیات کے ماہران نعروں کی آواز میں اس حقیقت کو مشاہدہ کریں گے جو پس پردہ انسانیت کش واقعہ ہوئی ہے۔

میں اچھوتوں یا ادنیٰ اقوام کے جذبات کو بھڑکانا نہیں چاہتا۔ مگر ان کے سمجھدار افراد کو اس خطرہ سے واقف کرنا اپنا فرض سمجھتا ہوں۔ کہ جس قوم اور گروہ کے یہ خیالات ہوں۔ اس کے دربار میں تمہارے لئے کوئی جگہ نہیں۔ مالویہ جیسا انسان تم سے مل کر کپڑوں سمیت غسل کرنے کے بغیر پوتر نہیں ہو سکتا۔ تو تمہاری نسبت تنفر کے جذبات کس طرح مر سکتے ہیں۔ تم غور کرو۔ پھر غور کرو۔ کہ اسلام اور صرف اسلام تمہیں وہ شرف دیتا ہے جو ہر انسان کا پیدائشی حق ہے۔ کانگریس کی مجوزہ آزادی کا پیدائشی حق تو بہت دُور کی بات ہے۔ جبکہ وہ تمہاری انسانیت کا پیدائشی حق بھی تم کو دینے کو تیار نہیں۔

غرض میں نے ان نعروں کو ایک دردمند دل کے ساتھ سُنا۔ اور انہیں انسانیت کی توہین اور تذلیل یقین کیا۔ اس مجمع میں اس کے خلاف آواز بلند کرنے کا کوئی موقعہ نہ تھا۔ مگر میں پریس کے ذریعہ انسانیت کی اس ہتک کے خلاف آواز بلند کرتا ہوں۔

کونسلوں میں جانے یا نہ جانے کا سوال الگ ہے۔ اس کے جواز اور عدم جواز کی بحث بھی علیحدہ ہے۔ مگر یہ حق کسی شخص کو نہیں ہے۔ کہ وہ ایک انسان کا نام اس کے پیشہ کے لحاظ سے اس لئے لے۔ کہ اس کی ذلت اور توہین کا اظہار ہو۔ ایسے لوگ انسانیت کے دشمن ہیں۔ اور ان سے کسی بہتری کی توقع فضول ہے۔ بمبئی کانگریس کے رہنما اگر انسانیت کے جذبات کی کوئی رمق اپنے اندر رکھتے ہیں۔ تو انسانیت کے توہین آفرین نعروں کے متعلق شریفانہ ندامت اور معذرت کا اظہار کریں۔ میری حیرت کا ایک دوسرا پہلو بھی ان نعروں کے متعلق ہے۔ کہ جن صاحبوں نے حجام۔ موچی۔ ا[illegible] منتخب کئے ہیں۔ اس میں ان کی توہین بھی مخفی ہے۔ کیا ان کا[illegible] ے او[illegible] دا[illegible]
خود ان کے اپنے بھائی کانگریسی نہیں ہیں؟

اگر کانگرسی ہیں۔ اور یقیناً ہیں۔ تو وہ کونسل میں موچیوں۔ بھنگیوں اور نائیوں کے نمائندے ہیں یا کانگرس کے؟ غور کرو۔ اور پھر غور کرو۔ کہ تمہاری یہ زد کہاں پڑتی ہے۔ بہر حال میں نے ان نعروں کو سُنا۔ اور اس انسانیت سوز مظاہرہ پر ماتم کرتا ہوا آزاد میدان میں پہنچا۔

(۹)

اِس جلوس کے بعد میرا خیال تھا۔ کہ آزاد میدان میں لاکھوں آدمی موجود ہونگے۔ مگر میں اپنے خیال کی غلطی کا واقعات کی روشنی میں قایل ہو گیا۔ زیادہ سے زیادہ مجمع میرے خیال میں پانچ اور دس ہزار کے درمیان ہو گا اور اس میدان میں اتنا بڑا مجمع کوئی خاص اہمیت نہیں رکھتا۔ میرے لئے آزاد میدان میں کانگرس کے ایسے اہم جلسہ کا پہلا دن تھا۔ اِس لئے مجھے مایوس ہونا پڑا۔ مَیں نے لاہور میں پچاس پچاس ہزار کے معمولی جلسے دیکھے ہیں۔ جو کسی لیکچر کے سننے کو ہو گئے ہوں۔ جلسہ گاہ کا انتظام اور ضبط قابل تعریف تھا۔ جلسہ کی کارروائی پر مجھے کوئی تفصیلی تبصرہ نہیں کرنا اخبارات میں چھپ چکی ہے میں صرف ان باتوں کا ذکر کروں گا۔ جو اخبارات نے چھوڑ دی ہیں۔

مَیں سامعین کے زمرہ میں کھڑا تھا۔ کہ کانگرس کا ایک والنیٹر آیا۔ اور اس حصّہ کے لوگوں کو جن میں مَیں بھی تھا۔ ہاتھ جوڑ کر کہا۔ کہ بیٹھ جائیے۔ وہ اصرار کرتا تھا۔ اور لوگ تھے کہ بڑے مزے سے کھڑے تھے۔ گویا کوئی ان کو کچھ نہیں کہہ رہا۔ میں خود ضبط کے احترام کے طور پر بیٹھ جانا چاہتا تھا۔ لیکن جب میں نے ایک فرد کو بھی بیٹھتے نہ دیکھا۔ تو میں نے اس مجمع سے نکلکر دوسری طرف ہو جانا ضروری سمجھا۔ اِسی اثناء میں مَیں نے دیکھا۔ کہ کانگرس کے حلقہ میں ایک امیر کبیر معہ چند عورتوں کے آئے ہیں۔ بعد میں معلوم ہوا۔ کہ یہ ٹھاکر صاحب گوندل اور رانی صاحبہ۔ اور ٹھاکر صاحب کی پرسنل سکرٹری صاحبہ ہیں۔ یہ سارا قافلہ بدیشی لباس سے ملبوس تھا۔ اور مَیں نے دیکھا۔ کہ کانگرس کے رہنما ان سے مصافحہ کرنے اور آگے بڑھ بڑھ کر باتیں کرنے میں ایک خوشی محسوس کرتے تھے۔ تب مجھے خیال آیا۔ کہ وہ لباس جو غریبوں کے بدن پر ان رہنماؤں کو موزوں نہیں۔ معلوم ہوتا۔ وہی لباس جب کسی سونے چاندی میں کھیلنے والے راجہ یا ٹھاکر نے پہنا ہؤا ہو۔ تو انہیں بھلا معلوم ہوتا ہے۔ اور ان سے مصافحہ کرنے میں مسرت ہوتی ہے۔

اس بے اصولے پن پر میرے دل میں ایک درد کی لہر پیدا ہوئی۔ اور میں دوڑ کر ٹھاکر صاحب کی موٹر کے پاس پہنچا۔ کہ ان سے پوچھوں۔ کہ آپ عملاً سودیشی کے خلاف ہیں تو کانگرس سے آپ کی ہمدردی کے ریلوز کیا ہیں لیکن جونہی میں پہنچا۔ اور مَیں نے کہا۔ کہ مَیں آپ سے کچھ دریافت کرنا چاہتا ہوں۔ انہوں نے ڈرائیور کو کہا۔ کہ جلد چلو۔ مجھے انکی اس حرکت پر طبعاً افسوس ہؤا۔

جلسہ گاہ کے اندر کانگرس کے پانی پلانے والے والنیٹر تھے۔ وہ ہندو صاحبان کو پانی پلا رہے تھے۔ مجھے یہ دیکھنا تھا۔ کہ متحدہ قومیت کا اثر کس حد تک ہے۔ اس لئے میں نے سقائے کانگرسی سے عرض کیا۔ کہ مجھے بھی پانی دیجئے۔ یہ آواز اس پر بجلی کی طرح پڑی۔ وہ حیران سا ہو گیا۔ نہ جائے رفتن نہ پائے ماندن۔ حیرانی سے میرے مُنہ کو تکتا تھا۔ اور مَیں اسے دیکھتا تھا۔ کہ کب وہ چھوٹی لُٹیا میرے ہاتھ کی طرف بڑھاتا ہے۔ آخر تھوڑے سے تامل کے بعد ادب سے کہنے لگا۔ کہ ہندوؤں کے لئے ہے۔ مَیں نے کہا۔ کہ مجھے ہندوستانی پانی چاہیئے۔ وہ ہنستا ہؤا آگے گزر گیا۔ اور میں نے متحدہ قومیت کی لاش پر سرد آہ بھری۔ کچھ عرصہ تک میں اس نظارے کو دیکھتا رہا۔ کچھ گیت گائے گئے۔ جن میں سے مجھے

ہوشیار نوجوانو! ہوشیار

کی لے بہت پسند آئی۔ جسے چند شریف خواتین نے گایا۔ مَیں سمجھتا تھا۔ کہ یہ نالہ ہے۔ پابندِ لے نہ ہوگا۔ مگر میرا خیال غلط تھا۔

گول میز کانفرنس کے نمایندے اور مسلمانان بمبئی

قومیت کی عملی قوتوں کو نشو و نما دینے کے لئے میں ضروری سمجھتا ہوں۔ کہ مسلمانان بمبئی اپنے عمل سے یہ ثابت کر دیں۔ کہ وہ ان مسلم نمایندوں کے لئے جو گول میز کانفرنس میں جا رہے ہیں۔ اپنے دل میں صحیح جذبہ عزت و احترام و اعتماد رکھتے ہیں۔ اگر یہ نمایندے تنہا اور خاموشی میں سوار ہو کر چلے جائیں گے۔ تو ان کی شان میں کوئی فرق نہیں آئیگا۔ اور اگر لاکھوں آدمیوں کا مجمع ان کی عزت افزائی کے لئے بندرگاہ پر پہنچ جائے۔ تو شان بڑھ نہ جائے گی۔ لیکن یہ قومی غیرت کے مظاہرے کا سوال ہے۔ اسلئے اب ضرورت ہے کہ بمبئی کے مسلمان اپنے ان بھائیوں کی گرمجوشی سے مشایعت کریں اور بہت بڑا مظاہرہ کر کے ان کو خدا حافظ کہا جائے

کانگرس کے کارکنوں سے التماس

کانگرس گول میز کانفرنس کے انعقاد کی مخالفت نہیں صرف چند شرائط کا ہیر پھیر تھا۔ لیکن اگر وہ مخالف بھی ہو۔ تو اصولاً اس کا حق نہیں۔ کہ وہ ان لوگوں کو جو اس میں شریک ہونا چاہتے ہیں۔ روکے یا انکی ہنسی اُڑائے۔ اگر آزادی رائے کوئی چیز ہے۔ اور اسکی کوئی قیمت ہے تو کانگرس کا کیا حق ہے۔ کہ وہ ان لوگوں کی مخالفت کرے۔ جو اس سے اختلاف کرتے ہیں۔ یہی وہ تشدد ہے۔ جو اس عدم تشدد کے اصول کی تہ میں کام کرتا ہے۔ کانگرس کے کارکن گول میز کانفرنس میں شریک ہونے والوں کی غلطی پر تو کہہ سکتے ہیں (اپنے نقطہ خیال سے) مگر ان کی غیر شریفانہ مخالفت ان کا حق نہیں۔ اِس لئے میں امید کرتا ہوں۔ کہ وہ اس موقع پر ہوشیاری سے کام لیں گے۔ اور ہندو مسلم سوال پیدا نہ ہونے دیں گے۔ ورنہ بقول مولانا شوکت علی صاحب تمام ذمہ داری ان پر عاید ہو گی۔ یہ میرے تاثرات کونسل کے انتخاب کے بائیکاٹ کے جلوس کے متعلق ہیں۔ انتخاب کے دن جو کچھ دیکھا۔ اور سمجھا۔ اسے دوسرے خط میں بیان کروں گا۔ انشاء اللہ العزیز۔

(خاکسار:۔ عرفانی)

جلسہ ہائے سیرت نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم

ان جلسوں کے لئے جن انجمنوں کو مرکزی انجمنیں قرار دیا گیا ہے۔ انکی خدمت میں گذارش کی جاتی ہے۔ کہ تاریخ بالکل قریب آ رہی ہے۔ لیکن موصول شدہ اطلاعات سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ ابھی تک خاطر خواہ تیاری جلسوں کے لئے نہیں ہوئی۔ جماعت احمدیہ جیسی اولوالعزم اور تبلیغ دین کا جوش رکھنے والی جماعت سے ایسے اہم معاملہ میں پوری مستعدی کا اظہار ہونا چاہیئے۔ پس مرکزی انجمنیں جلد سے جلد اپنے علاقوں کی انجمنوں کے ساتھ خط و کتابت کر کے زیادہ سے زیادہ تعداد میں جلسوں کا انتظام کر کے اطلاع دیں۔ اور غیر احمدی اور غیر مسلم بالخصوص ہندو اصحاب کو ان جلسوں میں شامل ہونے اور تقریریں کرنے کے لئے تیار کریں۔

جو انجمنیں قادیان سے لیکچرار منگوانے کی خواہشمند ہیں۔ وہ جلد سے جلد ہمیں اپنی درخواست اور کرایہ آمد و رفت بھیجدیں۔ تاکہ ہم ان کی درخواستوں پر غور کر سکیں۔ دسویں اکتوبر تک تمام رقوم کرایہ کی اور درخواستیں اس دفتر میں پہنچ جانی چاہئیں۔ لیکن احباب خود کسی مبلغ کی تخصیص نہ کریں۔ بلکہ اس امر کو دفتر پر رہنے دیں۔ کیونکہ اس طرح انتظامی مشکلات کے پیدا ہونیکا احتمال ہے۔

(اسسٹنٹ سکرٹری ترقی اسلام)

طاقت کی بے نظیر دوا

کنارسی رونس:- کنارسی رونس نہایت بیش قیمت کشتوں اور قیمتی ادویات سے مرکب دوائی ہے۔ سردی اور گرمی میں یکساں استعمال ہوسکتی ہے۔ دماغ کو طاقت دیتی ہے۔ آواز کو صاف کرتی ہے۔ رنگ نکھارتی ہے۔ دل کو فرحت بخشتی ہے۔ جسم کو مضبوط کرتی ہے۔ بھوک لگاتی ہے۔ کھانا ہضم کرتی ہے۔ تمام قسم کی مردانہ کمزوریوں کا بے نظیر علاج ہے۔ عورتوں کی جملہ امراض میں مفید ہے۔ ایام میں درد۔ کثرت یا قلت حیض۔ حمل نہ ٹھہرنا۔ یا اسقاط ہوجانا بچے کا کمزور پیدا ہونا۔ سب امراض کے لئے فائدہ بخش ہے۔ افسردگی خفقان۔ وہم۔ کام سے نفرت۔ ان سب تکلیفوں کا علاج ہے۔ اس کے استعمال سے عورتوں کا دودھ بڑھتا ہے۔ اور بچہ مضبوط پیدا ہوتا ہے۔ پرانے نزلہ اور بخار کے لئے نہایت مفید ہے۔ تھکان کو دور کرتی ہے بینائی کو طاقت دیتی ہے۔ قیمت باوجود ان سب خوبیوں کے عہ فی شیشی۔ علاوہ محصول ڈاک۔ تین شیشی صہ چھ شیشی عہ ۱ ؏

سرمہ نورانی:- آنکھوں کی جملہ امراض میں مفید ہے۔ ککرے بصارت کی کمزوری۔ آنکھوں کی سرخی۔ دھند جالا۔ شب کوری۔ ناخنہ۔ پانی کا بہنا۔ سب امراض میں مفید ہے۔ قیمت عہ فی تولہ ؏

دلکشا سنون:- دانتوں کی صفائی۔ مسوڑوں کی مضبوطی۔ خون کو روکنے۔ منہ کی بدبو۔ اور دانتوں کے ہلنے۔ اور ان کے کیڑوں کے دور کرنے کے لئے اور درد دندان کے لئے مفید ہے۔ قیمت فی شیشی ایک روپیہ (عہ)

دلکشا ہیر آئل:- بالوں کا خیال نہ صرف عورتوں کے لئے ہی ضروری ہے۔ بلکہ مردوں کے لئے بھی۔ دلکشا ہیر آئل نہ صرف بالوں کو خوبصورت۔ ملائم۔ مضبوط اور لمبا کرتا ہے۔ بلکہ بفہ یعنی سکری کا بھی علاج ہے۔ پس عورت اور مرد اس سے یکساں فائدہ اٹھا سکتے ہیں۔ قیمت فی شیشی ۸؍ اور تین شیشی مہ۔ علاوہ محصولڈاک ؏

دلکشا عطر:- ہمارے کارخانے میں ہر قسم کے عطر نئے طریق پر تیار کئے جاتے ہیں۔ ان عطروں کے بنانے میں یہ کوشش کی گئی ہے۔ کہ عطر کی خوشبو پھولوں کے مشابہ رہے۔ ڈیڑھ روپیہ تولہ سے لیکر آٹھ روپے تولہ تک) ہر قسم کے عطر مل سکتے ہیں۔ آرڈر بھیجکر خود ہی ہمارے عطروں کا تجربہ کرلیں ؏ فہرست دو پیسے کا ٹکٹ آنے پر بھیجی جاتی ہے ؏

ملنے کا پتہ

مینیجر دلکشا پرفیومری کمپنی قادیان

لاہور میں

موٹر ڈرائیونگ

کی عملی تعلیم دینے والا سب سے بڑا کالج موسومہ میو موٹر ٹریننگ کالج میکلوڈ روڈ نمبر ۴۲ متصل تالاب میلا رام لاہور۔ قواعد داخلہ مفت طلب کریں ؏

المشتہر

پرنسپل میو موٹر ٹریننگ کالج میکلوڈ روڈ لاہور

رجسٹرڈ

سرمہ نور

ہم خدا کے فضل سے نقال نہیں ہیں۔ نہ ہمیں نقل کی ضرورت ہے ہمارا سرمہ سرمہ نور کے نام سے عرصہ تیس سال سے آنکھوں کو بینائی دے رہا ہے۔ اور بار بار کے تجربہ نے پبلک سے اس نے اسم بامسمیٰ سرمہ نور کا خطاب حاصل کیا ہوا ہے۔ اور گورنمنٹ آف انڈیا سے رجسٹری شدہ ہے۔ الفضل فاروق تشحیذ الاذہان اور رسالہ رفیق حیات کے پرانے فائل ہماری صداقت کے شاہد ہیں۔ کہ قادیان کا قدیمی مشہور عالم اور بے نظیر تحفہ

حضرت خلیفۃ المسیح اول رضی اللہ عنہ کے نام سے وابستہ سرمہ نور ہی ہے

بیشمار شہادتیں ثابت کررہی ہیں۔ اور تجربہ آپ کو بھی واضح کردیگا کہ سرمہ نور دھند۔ غبار۔ جالا۔ پھولا۔ سرخی۔ ضعف بصر۔ ناخنہ۔ گوہانجنی۔ ککرے۔ خارش پانی بہنا۔ اندھراتا۔ ابتدائی موتیابند۔ پڑبال وغیرہ وغیرہ کے لئے اکسیر ہے اگر مفید نہ ہو۔ تو ہفتہ کے اندر فوراً واپس کریں ؏

قیمت فی تولہ دو روپے۔ چھ ماشہ ایک روپیہ (عہ)

ملنے کا پتہ

شفاخانہ رفیق حیات قادیان پنجاب

بعدالت ملک نادر خان صاحب نائب تحصیلدار و اسسٹنٹ کلکٹر درجہ دوم بھلوال

مثل ۲۴ $\frac{R.M.}{}$ بمقدمہ خوشی رام ولد کانشی رام ذات کھتری سکنہ بھیرہ بذریعہ نانک چند مختار عام

$\frac{S.T.}{34.N.T}$ بنام:- خانو۔ برہانی۔ پسران کرم۔ محرم ولد غوث۔ مولو ولد داؤد۔ صلابت نابو۔ پسران ددکن۔ فضل ولد مراد۔ اقوام للہہ۔ زیادہ ولد علی۔ راجہ ولد قائم۔ چنن ولد دائم۔ اقوام گوندل سکنائے کھجلی خورد۔

اشتہار عام

دعویٰ تقسیم اراضی ۲۷ کنال واقعہ رقبہ کھجلی خورد

بمقدمہ صدر منجانب مدعی درخواست تقسیم گذر کر تاریخ پیشی $\frac{1}{3}$ ۱۷ مقرر کی گئی ہے۔ چونکہ مولو ولد داود ذات للہہ مدعا علیہ ۴ فضل ولد مراد ذات للہہ۔ مدعا علیہ ۶ زیادہ ولد علی ذات گوندل۔ مدعا علیہ ۸ سکنائے کھجلی خورد تحصیل بھلوال ضلع شاہ پور حال مقیم ضلع گوجرانوالہ عمداً حاضری عدالت سے گریز کررہے ہیں۔ اور حاضر عدالت نہیں ہوتے ہیں۔ کئی بار اطلاع نامہ مدعا علیہم کے نام جاری ہوچکے ہیں۔ اس لئے بذریعہ اشتہار ہذا حکم دیا جاتا ہے۔ کہ اگر مدعا علیہم تاریخ پیشی مقررہ پر حاضر عدالت نہ ہونگے۔ تو ان کے خلاف کارروائی یکطرفہ عمل میں لائی جائے گی۔ $\frac{9}{3}$ ۲۴

آج بتاریخ $\frac{9}{3}$ ۲۴ بثبوت دستخط ہمارے اور مہر عدالت کے جاری کیا گیا ؏

(مہر عدالت)

ہندوستان اور ممالک غیر کی خبریں

——— بمبئی میں ۲۶ ستمبر کو گولی چلنے سے آٹھ آدمی قتل اور ساٹھ مجروح ہوئے ہیں۔ معلوم ہوا ہے۔ کہ پولیس نے مجسٹریٹ کی اجازت کے بغیر گولی چلادی تھی۔ جس کی وجہ یہ ہے۔ کہ ستیہ گرہیوں نے انسپکٹر پولیس کے گرد گھیرا ڈال لیا۔ اور پولیس پر درختوں کی ٹہنیاں برسائیں۔

——— ، ۲۲ ستمبر کو کانگریسی رضا کار ٹاؤن ہال مراد آباد کے اندر گھس آئے۔ جہاں کونسل کا انتخاب ہو رہا تھا۔ انہوں نے انتخاب کے کاغذات وغیرہ پھاڑ ڈالے۔ اور پولیس اور افسروں پر اینٹ پتھر برسائے۔ چنانچہ گولی چلائی گئی۔ ایک آدمی ہلاک اور چالیس زخمی ہوئے۔ سبحان اللہ کیا شرافت ہے۔ عدم تشدد اسی کو کہتے ہیں:

——— ناگپور سے ، ۲۴ ستمبر کا ایک سرکاری اعلان مظہر ہے۔ کہ اصلی باشندوں میں کانگریسی عقائد کے پراپیگنڈے کا یہ اثر ہوا ہے۔ کہ وہاں کے تین اضلاع میں تشدد کی مزید وارداتیں رونما ہو گئی ہیں۔ گونڈوں نے قیدیوں کو رہا کرانے کی ناجائز کوشش کی۔ جس پر گولی چلانی پڑی۔ ٹیلیگراف کے تار کاٹ ڈالے گئے۔ پھر علاقہ دھمتکاری میں ایک پُرتشدد ہجوم نے حملہ کیا۔ حفاظت خود اختیاری کے لئے پولیس کو گولی چلانی پڑی:

——— بھگت سنگھ ملزم مقدمہ سازش لاہور کے والد نے اس کی بریت کے لئے صفائی کے گواہ پیش کرنے کی اجازت مانگی ہے۔ اس کا بیان ہے۔ کہ اسمبلی کے حادثہ بم کے بعد بھگت سنگھ کے فوٹو تمام اخبارات میں شایع ہو گئے تھے۔ اور گواہوں نے شناخت سے قبل اس کا فوٹو دیکھ لیا تھا۔ مسٹر فرن ٹریفک انسپکٹر پولیس بھگت سنگھ کو شناخت نہ کرسکا۔ حالانکہ وہ موقعہ واردات پر موجود تھا۔ اور سب سے بڑی بات یہ ہے۔ کہ بھگت سنگھ اس دن کلکتہ تھا۔ جس دن سانڈرس قتل ہوا۔ اور اس کے پاس وہ خط ہے۔ جو اس نے کلکتہ سے مسٹر رام لال پری محل لاہور کے نام لکھا۔ اور کئی اکابر حلفی شہادت دے سکتے ہیں۔ کہ وہ کلکتہ میں تھا:

——— لارڈ والرٹ نے اخبار ڈیلی میل میں لکھا ہے۔ کہ برطانیہ کو چاہیئے۔ کہ جنوب مغربی جرمن افریقہ کے سوا باقی تمام نوآبادیات جن پر جنگ عظیم کے بعد قبضہ کیا گیا تھا۔ جرمنی کو واپس دیدے:

——— لندن ۲۷ ستمبر۔ جنیوا میں بحری طاقت کے تناسب کے متعلق فرانس اور اطالیہ میں جو گفت وشنید شروع تھی۔ وہ منقطع ہو گئی:

——— لندن کی پولیس کونسل کمیٹی نے پولیس افسروں کی تعلیم کے لئے ایک سکیم تیار کی ہے۔ اگر وہ منظور ہو گئی۔ تو دو سال کے اندر پولیس افسر گریجوایٹ بن جایا کرینگے۔ اس کے لئے ایک کالج کھولا جائے گا۔ جس میں سائنٹیفک طریقہ پر تعلیم دی جایا کرے گی:

——— معلوم ہوا ہے۔ کہ دیوان چمن لال کی جگہ مدراس کے مسٹر بی شیو اروہ کو گول میز کانفرنس میں شرکت کی دعوت دی گئی ہے:

——— گول میز کانفرنس کے مندوب سر تیج بہادر سپرو اور ڈاکٹر شفاعت احمد خان اور سر ڈنا ۴ ، اکتوبر کو انگلستان روانہ ہونگے۔

——— مغربی خاندیس کے کلکٹر نے حال ہی میں مسجدوں کے سامنے باجہ بجانے کے متعلق پرولا کے ہندو مسلم تنازعہ کا فیصلہ کر دیا ہے۔ اس فیصلہ کی رُو سے ہندوؤں کو مسجدوں کے سامنے باجہ بجانے سے روک دیا گیا ہے۔ اور یہ پابندی مسجد کے دونوں اطراف بیس بیس گز کے فاصلے تک قائم کی گئی ہے:

——— انگورہ سے ، ۲۸ ستمبر کی خبر ہے۔ کہ عصمت پاشا نے جدید کابینہ وزارت مرتب کر لیا ہے۔ اور اہم محکمہ جات کے وزراء منتخب کر لئے گئے ہیں۔ جو گذشتہ حکومت کے متعلق ہونے سے پیشتر مقرر تھے۔ عصمت پاشا نے اپنے پروگرام میں بھی تبدیلی کرلی ہے۔

——— برلن ، ۲۸ ستمبر۔ آلہ نشر صوت کے اس اعلان نے تمام جرمنی میں تشویش پھیلا دی۔ کہ آج رات ساڑھے دس بجے ریلوے سٹیشن سے نکلتے ہوئے وزیر خارجہ قتل ہو گیا۔ لیکن حقیقت یہ ہے۔ کہ "ایک وزیر قتل کر دیا گیا" کے نام سے ایک کھیل دکھایا جارہا تھا۔

——— ایک روسی انجینئر للپجیت نے یہ معلوم کر کے کہ سمندر کی تہ میں پیدا ہونے والے نباتات سے نسبتاً بہت سستا کاغذ طیار ہوسکتا ہے۔ سائبیریا کی ایک جھیل کے نزدیک اس غرض کے لئے ایک کارخانہ قائم کیا ہے۔ جس میں ہر سال دس ہزار ٹن بحری نباتات سے کاغذ بنایا جائیگا۔ اس انجینئر نے ایک مشین بھی تیار کی ہے۔ جو آدھ گھنٹہ میں اس نباتات کو کاغذ میں تبدیل کر دیگی۔

——— بردوان سے ، ۲۸ ستمبر کی خبر ہے۔ کہ ایک چٹھی رساں ۲۰۰ روپیہ لیکر ہیڈ پوسٹ آفس سے روانہ ہوا۔ اور ۲۷ کی سہ پہر کو اس کی نعش برآمد ہوئی۔

——— رنگون ، ۲۷ ستمبر۔ آج صبح ایک ٹریڈنگ کمپنی کے کارخانہ میں آگ لگ گئی۔ دھان۔ بنولے اور کھلی کے کئی گودام جل گئے۔ چاول اور تیل کے کارخانے بھی تباہ ہو گئے۔ نقصان کا اندازہ تین لاکھ کیا جاتا ہے:

——— بریلی ۲۹ ستمبر۔ انڈین بردن کمپنی کے کوارٹروں میں رہنے والے مسلمانوں نے عرصہ سے نماز پڑھنے کے لئے چبوترا بنا رکھا تھا۔ کل صبح فرم کے ہندو منیجر نے اس چبوترے اور اس کی چار دیواری کو زبردستی گرانا شروع کر دیا۔ جس پر ہندو مسلم فساد برپا ہو گیا۔ دو ہندو مجروح ہوئے۔ ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ فوراً موقع پر پہونچ گیا۔ ایک مسلمان گرفتار کیا گیا:

——— شملہ۔ ۲۹ ستمبر۔ آئینی اصلاحات کے متعلق حکومت ہند کا مکتوب کل ہوائی ڈاک کے ذریعہ سے لندن بھیج دیا گیا۔ مکتوب متفقہ اور ۲۵۰ صفحوں پر مشتمل ہے۔ اس میں تمام ضروری امور مثل دفتر ہند کا مستقبل۔ مرکزی حکومت کی تشکیل اور صوبجاتی حکومتوں کی ساخت پر بحث کی گئی ہے:

——— سر مکے۔ ٹی۔ پال نے جو گول میز کانفرنس کے نمائندہ ہیں۔ حکومت سے درخواست کی ہے۔ کہ انہیں گاندھی جی سے ملاقات کرنے کی اجازت دی جائے:

——— راولپنڈی ، ۲۷ ستمبر۔ پولیس کا بیان ہے۔ کہ شام کو سات بجے کے قریب پولیس والوں پر بم پھینکا گیا۔ جو دیوان چند کی دوکان کے سامنے حلقہ بنا کر کھڑے ہوئے تھے۔ لیکن بم نہیں پھٹا۔ اور کسی شخص کو نقصان نہیں پہونچا۔ رات کو پولیس شہر کے مختلف حصص میں پھیل گئی۔ متعدد اشخاص کے مکانات پر چھاپے مارے گئے:

——— دھلی سے ، ۲۸ ستمبر کو "ملاپ" کا نامہ نگار خصوصی لکھتا ہے۔ کہ دہلی میں کئی روز سے بعض لوگوں نے زبردست افواہ پھیلا رکھی ہے۔ کہ گاندھی جی کو یارودا جیل سے انبالہ لے جایا گیا ہے۔ جہاں گاندھی جی اور مسٹر پٹیل کے درمیان صلح کے متعلق گفتگو ہوئی ہے۔ کئی ریلوے ملازمین بھی اس بات کی تصدیق کرتے ہیں۔ لیکن عام طور پر اس افواہ کو محض گپ خیال کیا جاتا ہے۔

——— لاہور۔ ۲۹ ستمبر۔ کونسل آف سٹیٹ کے انتخابات کے سلسلے میں مشرقی پنجاب مسلم حلقہ کی طرف سے خان بہادر چودہری محمد الدین صاحب ۴۳۲ آراء کی کثرت سے کامیاب ہوکر کونسل آف سٹیٹ کے ممبر منتخب ہو گئے:

——— سکھر ، ۲۷ ستمبر۔ ہندو لیگ سکھر نے وائسرائے کو تار ارسال کیا ہے۔ کہ سندھ کی گول میز کانفرنس میں ایک ہندو نمائندہ شامل کیا جائے۔ کیونکہ سندھ کی علیحدگی کا مسئلہ درپیش ہے۔ جو سندھ کے ہندوؤں کے لئے زندگی اور موت کا سوال ہے

——— کراچی۔ ۲۹ ستمبر۔ حال ہی میں موضع سکھر میں ڈکیتی اور دیگر جرائم کی جو وارداتیں ہوئی ہیں۔ ان کے اسباب پر غور کرنیکے لئے کراچی کے